السوال مفتاح العلوم

المعروف به

سوال علم کی چابی ھے

مؤلف

بندہ مسکین

ابو محمدعبد العزیز عطاری عفی عنہ

فہرست

انتساب

بندہ مسکین اپنی اس ادنی سی کاوش کو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارك وسلم کے امت کے لیے اللہ پاک کی بارگاہ میں کیے جانے والے سوالات کے نام کرتا ہے جس پر پیارے آقا علیہ السلام کا امت کے حق میں رؤوف ورحیم ہونا ثابت ہوتا ہے اور والدین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع اکابر اہلسنت اور اپنے تمام اساتذہ کرام بالخصوص اپنے استاد محترم میرے مربی میرے محسن ہر میدان میں میری تعلیمی واخلاقی تربیت فرمانے والے استاذ العلماء ابو محمد محمد خرم رضا عطاری مدنی دامت فیوضہم العالیہ کے نام منسوب کرتا ہوں

اللہ پاک اس ادنی سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کو بے حساب مغفرت کا سبب بنائے

آمین

تقریظ

از: استاذ العلماء، رئیس التدریس الحافظ

ابو محمد محمد خرم رضا عطاری

مدنی دام ظلہ العالہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی خاتم النبیین ﷺ

قال اللہ تبارك وتعالی فی القرآن المجید

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [1]

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

خلاق عالم عزوجل نے بے شمار مخلوقات پیدا فرمائی اور ان مخلوقات میں حضرتِ انسان کے سر پر اپنی خلافت کا تاج سجا کر تمام خلائق پر فضیلت دی پُر ظاہر کہ یہ فضیلت بسببِ علم ہی ہے

یہیں سے علم کی فضیلت بھی معلوم ہوئی اور تمام عقلا پر یہ بات روشن ہے کہ مقصد کی شرافت سے اس مقصد تک پہنچانے والے وسیلے بھی ذی شرف ہو جاتے ہیں۔ کسی چیز کے علم تک رسائی کے جملہ وسائل میں ایک اہم وسیلہ سوال کرنا بھی ہے۔ سوال کر کے انسان ایسی چیزوں کی گتھی سلجھا لیتا ہے جو بغیر سوال کیے مغلق و مبہم رہتی ہے

ماشاءاللہ عزوجل مولانا عبدالعزیز عطاری اطال اللہ عمرہ وزاد اللہ علمہ وعملہ نے

---

(1): پارہ نمبر: ۱۴، سورۃ النحل، آیت نمبر: ۴۳

تحصیلِ علم کے ایک اہم وسیلے سوال کرنے کے متعلق بے حد مفید اپنی مثال آپ رسالہ تصنیف فرمایا۔ موصوف نے اس رسالے میں سوال کرنے کی اہمیت کو قرآن و حدیث ، مختلف تفاسیر ،اقوال سلف و خلف، اشعار اور دنیاوی تحقیقات کی روشنی میں واضح کیا۔ بحمد اللہ تعالی اس رسالہ کو متعدد مقامات سے پڑھنے کی سعادت ملی سوال کرنے کی اہمیت و آداب پر یہ رسالہ انوکھا پایا اسی اعتبار سے رسالے کا نام **السوال مفتاح العلوم المعروف بِ سوال علم کی چابی ہے** رکھتا ہوں

اللہ پاک موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے اور جس مقصد اور نیک نیتی سے یہ رسالہ لکھا اس میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے آمین

اللہ پاک نے موصوف کو اتنی کم عمری میں تعلیمی و اخلاقی کئی نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے ۔ اللہ پاک انہیں حاسدین کے حسد ، شریروں کی شرارت سے محفوظ و مامون فرمائے آمین اور اس رسالہ کو موصوف اور ان کے اہل خانہ اور اس بندہ مسکین کے لیے بے حساب مغفرت کا ذریعہ بنائے آمین

بندہ مسکین ابو محمد

محمد خرم رضا عطاری عفی عنہ

22-01-2022

تقریظ

از: شیخ الحدیث استاذ العلماء ابو احمد رضا
جمیل الدین مدنی رضوی حفظہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تبارک وتعالی قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے

فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (2)

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

اس فرمان ربانی پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں کی تاریخ یہی ہے کہ وہ علماء سے مربوط رہے اور علماء سے سوالات کرتے رہے اور ان سے آگاہی حاصل کرتے رہے اور پھر مسلمانوں نے اس پر عمل کرکے پوری دنیا میں حکمرانی کی ہے کہ تاریخ اس سے بھرپور ہے

ماشاء اللہ عزوجل ہمارے جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ آفندی ٹاؤن حیدرآباد کے درجہ رابعہ کے ہونہار طالب علم مولانا عبد العزیز عطاری سلمہ الباری نے اس موضوع (سوال کرنے) کی اہمیت کے پیش نظر اس پر بہت بہترین کلام فرمایا ہے۔ **السوال مفتاح العلوم المعروف بِ سوال علم کی چابی ہے** کے نام سے بڑی اچھی کوشش کی ہے اور کافی حد تک تحقیقی کام کیا ہے

حضرت نے ماشاء اللہ عزوجل اس رسالے کو کلام باری تعالی اور اس کی

---

(2): پارہ نمبر:۱۴، سورۃ النحل، آیت نمبر:۴۳

معتبر تفاسیر اور احادیث نبویہ کے ساتھ ساتھ اقوال بزرگان دین رحمھم اللہ المبین سے مزین و مؤید کیا ہے۔ چیدہ چیدہ مقامات سے اسے دیکھنے کا اتفاق ہوا ماشاءاللہ موضوع کے اعتبار سے فاضل نوجوان نے بہت اچھی کوشش کی ہے اللہ عزوجل ان کے زور قلم میں مزید اضافہ فرمائے۔آمین

یہ کتاب بالخصوص طلبہ کے لیے لکھی گئی ہے کہ طلبہ اس کتاب کو حفظ جام بناتے ہوئے اور اس کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس سے نصیحت حاصل کریں اور اگر طلبہ اس سے نصیحت حاصل کر کے اسے اپنی زندگی پر نافذ کریں گے تو مجھے اللہ تبارک وتعالی کی رحمت سے امید ہے کہ یہ ہمارے طلبہ کو کثیر علوم حاصل کرنے کا سبب بنے گا

اللھم زد فزد ثم زد اللہ عزوجل فاضل نوجوان کے علم و عمل میں مزید برکتیں ترقیاں و عروج عطا فرمائے اور اللہ عزوجل اس کتاب کو پوری امت مسلمہ کے لیے بخشش کا ذریعہ بنائے اور بالخصوص طلبہ کو اس کے مطالعہ اور اس پر مضبوطی سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین بجاہ خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم

سگ عطار ابو احمد رضا

محمد جمیل الدین مدنی رضوی

مقدمہ

وجہِ انتخاب پر نظرِ شفقت!

محترم قارئین کرام!

اس مختصر رسالے میں سوال کرنے کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس کا مختصر اجمالی خاکہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں!

ہمارے معاشرے میں رہنے والے حضرات آپس میں ایک دوسرے کا ما فی الضمیر سمجھنے کے لئے کلام کرنے کی طرف محتاج ہوتے ہیں پھر کیا گیا کلام کرتے ہی سمجھ میں آجائے یہ بقدرے مشکل ہوتا ہے، اسی حالت میں کامیاب اور عقلمند شخص اس کلام کو سمجھنے کے لئے سوالات کی چابی استعمال کرتا ہے تاکہ کلام اور دیگر علوم کے تالوں کو کھول کر علمی خزانے تک پہنچ سکے۔اگر یہ شخص فقط کلام سننے پر اکتفاء کر بیٹھے خواہ وہ کلام اسے سمجھ میں آیا ہو یا نہ آیا ہو اور اگر یہ شخص سوالات کی چابی کا سہارا نہ لے تو خزانے سے محروم ہو جاتا ہے اور اس وقت اسے اپنی اس نادانی کا احساس ہوتا ہے لہذا سوال کو علم کی چابی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے

اسی مقصد کے تحت سوال کرنے کی اہمیت و افادیت اور آدابِ سوال پر یہ مختصر رسالہ لکھنے کی کوشش کی ہے تاکہ مدارس ہوں یا اسکول و کالج علم حاصل کرنے والا سوال کے ذریعے اپنے مطلوب و مقصود کو حاصل کر کے دین و دنیا میں ان سے فوائد حاصل کر سکے!

اس رسالے میں سوال کرنے کی اہمیت کو مختلف طریقوں سے ثابت کرنے سعی کی گئی ہے مثلا سوال کی اہمیت کو قرآن و حدیث اور اقوال سلف و خلف اور اس کے علاوہ کئی کامیاب کہلانے والے حضرات کے سوال کے متعلق بیان کردہ اقوال

سے ثابت کیا گیا ہے اور آخر میں چند مشہور شعراء کے اشعار پیش کیے گئے ہیں جن سے سوال کرنے کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے مقصد فقط ایک ہی ہے کہ طالب علم سوال کر کے علم کے خزانوں کو حاصل کر سکے۔ کیونکہ

السوال مفتاح العلوم

سوال علم کی چابی ہے

اس رسالہ میں جو بھی درستگی ہے وہ اللہ عزوجل کی رحمت سے اور میرے استاد صاحب دام ظلہ العالی کی دعاؤں کے طفیل ہے جبکہ غلطی بندہ مسکین کی جانب سے

ھذا ما عندی والعلم عند اللہ

بندہ مسکین ابو محمد
عبد العزیز عطاری عفی عنہ

۲۸ جمادی الاولی ۱۴۴۳

02-01-2022

سوال کی ضرورت واہمیت

عنوان کا پسِ منظر

سوال علمی دنیا کا ایک اہم اور عظیم رکن ہے جسے ہر دور میں ہر طبقہ کے لوگوں نے اپنایا اور اسے متعلم پر لازم قرار دیا بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ زندگی کے ہر باب میں اول انسان سے لے کر آخر انسان تک سب اس کے محتاج ہیں بلکہ لکھنے والوں نے تو یہاں تک بھی لکھ دیا کہ سوال کے بغیر کوئی علم ہی نہیں۔ مگر اب بھی اگر کوئی طالبِ علم سوال کی اہمیت کو نہیں سمجھتا تو وہ علم کے ساتھ جفا کرنے والا ہے کیوں کہ اس کے مشفق اساتذہ تو یہی فرماتے رہتے ہیں کہ بیٹا! اگر کوئی اشکال ہے تو معلوم کر لیجیے، کیا آپ کو آج کا سبق مکمل سمجھ آگیا؟ مگر یہ طالبِ علم کمال بے اعتنائی کا مظاہرہ کرتا ہے کہ اپنے روحانی والد محترم کو دھوکہ میں بھی رکھتا ہے اور علم دین کا نقصان بھی کرتا ہے اور اپنے آپ کو بھی ضائع کرتا ہے اور جو شخص سوال سے روکے وہ علم کی اشاعت کو روکنے والا ہے بلکہ یہ اس شخص سے بھی زیادہ مضر ہے جو ظاہری طور پر علم کو روکنے کی کوشش کرتا ہے کیوں کہ سوال سے روکنے والا شخص ظاہراً تو ہمیں ہمارا وفادار دوست لگ رہا ہوتا ہے مگر باطنا وہ ہمیں کاٹ کھانے کے درپے ہوتا ہے (جیسے ہمارے ہم درجہ طلبہ جو ہمیں سوال کرنے سے روکتے ہیں) لہذا ہم پر لازم ہے کہ ہم ایسوں کی تعیین کریں اور اپنے آپ کو ایسوں کے صحبت سے بچائیں، دامن ہمت تھامیں، سوال کریں، مزید کریں اور خوب کریں۔ تاکہ آپ اپنے علم میں مضبوطی پیدا کر سکیں۔ یاد رکھیے زمانہ طالبِ علمی میں تو لوگ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں بلکہ سب سے بڑی نعمت ہمارے ماہر اساتذہ کرام جو اپنی اولاد سے زیادہ ہم طلبہ پر شفقت فرماتے ہیں، قدم قدم پر رہنمائی کرنے کے لیے موجود ہوتے ہیں ابھی جو مسائل درپیش ہوں ہم ان سے معلوم کر سکتے ہیں، ان

سے حل طلب کر سکتے ہیں مگر جب ہم عملی زندگی میں قدم رکھیں گے تو بہت مشکل ہے کہ ہمیں کوئی محسن ملے جو ہماری تربیت کر سکے اور ہماری غلطیوں پر تنبیہ کر سکے اور ہم اس سے باآسانی اپنے سوالات کے حل طلب کر سکیں اور اگر اس وقت بھی ہم فقط سائل ہی رہیں گے تو مسؤول کون بنے گا؟ آنے والی نسل کے مسائل کون حل کرے گا؟ قوم وملت کے لیے باصلاحیت نوجوان کون تیار کرے گا؟ کیوں کہ اسلام پر ویسے ہی کئی سمت سے حملے کیے جارہے ہیں ایسی صورت میں بھی ہم مضبوط نہ ہوں گے تو پھر اسلام کی محافظت میں حصہ کون لے گا؟ مخالفین کا رد کون کرے گا؟ یقین جانیے! دن گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے کندھوں پر بوجھ بھی بڑھتا جارہا ہے لہذا اپنی صلاحیتوں کو ابھاریں، سوال کریں۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

یاد رکھیے! سوال کرنا کوئی جرم نہیں، آپ کوئی ایسا کام کرنے نہیں جارہے جس سے آپ کو **کالے پانی** کی سزا دے دی جائے گی اور جب ایسا نہیں ہے تو اے میرے بھائی! پھر بھی آپ سوال کیوں نہیں کرتے جبکہ آپ کے مکرم اساتذہ مختلف نشست میں سوال کرنے کی تلقین اور سائلین کی حوصلہ افزائی فرماتے رہتے ہیں اور یہ سوال کرنا اتنا اہم کام ہے کہ جس کا بیان قرآن پاک، احادیث رسول ﷺ میں تکرار کے ساتھ موجود ہے اور اقوال سلف و خلف جس پر شاہد ہیں۔ان شاء اللہ عزوجل ہم **سوال کرنے کی اہمیت** کو قرآن پاک، احادیث رسول ﷺ اور اقوالِ صحابہ کرام علیہم الرضوان نیز کتب ائمہ کرام سے مزین و مؤید کریں گے اور آخر میں دنیا میں ہونے والی چند تحقیقات بھی پیش کریں گے مقصود یہ ہے کہ بس کسی بھی طریقے سے ہم

سوال کرنے کی اہمیت کو سمجھ لیں اور ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔

باب اول: آیات مبارکہ

سوال کرنے کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے فقط اتنی ہی بات کافی ہے کہ قرآن پاک نے لا علم شخص کو علم والے سے سوال کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور یہی نہیں بلکہ ایک ہی آیت بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ دو مختلف مقامات پر وارد ہوئی ہے۔ آیئے اب ہم دونوں آیات مبارکہ کی تفسیر کو کتب تفاسیر کی روشنی میں ذکر کرتے ہیں۔

- فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [3] [4]

ترجمہ کنزالایمان: تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

اگرچہ یہ دونوں آیات مبارکہ دونوں مقامات پر ایک خاص سبب نزول کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں مگر اکثر اصولیین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگرچہ آیت کا ظاہر خاص سبب کے ساتھ تعلق رکھتا ہو مگر حکم عموم کے لیے ثابت ہوگا [5] لہذا یہاں آیت سوال کرنے کے حکم کے لیے نص صریح ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے جس سے یہ ثابت ہوا کہ جاہل پر لازم ہے کہ وہ اپنی جہالت کو دور کرے اور علم والوں سے سوال کرے اسی طرح جس طالبِ علم کو سبق سمجھ نہیں آیا یا کوئی اشکال باقی ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ سوال کرے بلکہ بذات خود نص اس سے سوال کرنے کا تقاضہ کر رہی ہے

آیئے اب ہم دونوں آیات مبارکہ کی کچھ تفاسیر پیش کرتے ہیں

---

(3): پارہ نمبر:۱۴، سورۃ النحل، آیت نمبر:۴۳
(4): پارہ نمبر:۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر:۷
(5): الاتقان فی علوم القرآن: النوع التاسع: صفحہ نمبر:۷۳, مطبوعہ: مؤسس الرسالۃ ناشرون

1. علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت ارشاد فرماتے ہیں

وفی الآیۃِ دَلِیلٌ علی وُجُوبِ المُراجَعَۃِ إلی العُلَماءِ فِیما لا یُعْلَمُ [6]

یعنی: اور اس آیت مبارکہ میں جس بارے میں علم نہ ہو اس بارے میں علماء کی طرف رجوع کرنے کے واجب ہونے کی دلیل ہے۔

دیکھیے! علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ نے غیر عالم کے عالم کی طرف رجوع کرنے کو واجب قرار دیا ہے جو کہ ہم پر لازم کر رہا ہے کہ جب ہمیں سبق سمجھ نہ آئے، کتاب کی عبارت حل نہ ہو، کوئی اشکال باقی رہ جائے تو ہم سوال کریں اور ثواب کے مستحق بنیں

2. علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

قالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: «لا یَنْبَغِی لِعالِمٍ أنْ یَسْکُتَ علی عِلْمِہِ، ولا لِجاھِلٍ أنْ یَسْکُتَ علی جَھْلِہِ، وقَدْ قالَ اللّٰہُ: ﴿فاسْأَلُوا أھْلَ الذِّکْرِ إنْ کُنْتُمْ لا تَعْلَمُونَ﴾. فَیَنْبَغِی لِلْمُؤْمِنِ أنْ یَعْرِفَ عِلْمَہُ، عَلی ھُدًی أمْ عَلی ضَلالَۃٍ» [7]

یعنی: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عالم کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے علم کو چھپائے اور نہ ہی جاہل کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی جہالت کو چھپائے اور تحقیق اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا **تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں پس**

---

(6): تفسیر بیضاوی: جلد نمبر: ۳، صفحہ نمبر: ۲۲۷، مطبوعہ: داراحیاء التراث العربیہ
(7): الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، الجزء الخامس، صفحہ نمبر: ۱۳۳، مطبوعہ: دار الفکر

لازم ہے مؤمن کے لیے کہ وہ اپنے علم کو پہچانے کہ وہ ہدایت پر ہے یا گمراہی پر

3. خزائن العرفان میں ہے

ناواقف کو اس سے چارہ ہی نہیں کہ وہ واقف سے دریافت کرے اور مرضِ جہل کا علاج یہی ہے کہ عالم سے سوال کرے اور اس کے حکم پر عمل کرے[8]

4. تبیان القرآن میں ہے

ہماری دلیل اس آیت کا عموم ہے فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یہ آیت اس شخص کے متعلق عام ہے جو کسی چیز کا شرعی حکم نہ جانتا ہو خواہ وہ محض عام شخص ہو، یا بعض مسائل کا عالم ہو اور کسی ایک مسئلہ کا شرعی حکم نہ جانتا ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ پیش آمدہ مسائل کا حکم معلوم کرنے کے لیے اہل علم سے سوال کرے، سوال کرنے کی علت علم نہ ہونا ہے، پس جب بھی علم کا نہ ہونا ثابت ہوگا تو اس کے متعلق سوال کرنے کا وجوب متحقق ہوگا، لہذا جو شخص کسی مسئلہ کا عالم نہ ہو اس پر اس مسئلہ کے متعلق سوال کرنا واجب ہے[9]

5. صراط الجنان میں ہے

اس ایت کے الفاظ کے عموم سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس مسئلے کا علم نہ ہو اس

---

(8): خزائن العرفان، صفحہ نمبر: ۶۰۲، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ
(9): تبیان القرآن، جلد نمبر: ۶، صفحہ نمبر: ۴۳۲، مطبوعہ: فرید بک اسٹال

کے بارے میں علماء کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے[10]

6. صراط الجنان میں دوسرے مقام پر ہے

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سوال کرنا علم حاصل ہونے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''علم خزانے ہیں اور ان خزانوں کی چابی سوال کرنا ہے تو تم سوال کرو، اللہ تعالی تم پر رحم فرمائے، کیونکہ سوال کرنے کی صورت میں چار قسم کے لوگوں کو اجر دیا جاتا ہے۔ (1) سوال کرنے والے کو۔ (2) سکھانے والے کو۔ (3) سننے والے کو۔ (4) ان سے محبت رکھنے والے کو۔[11]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اچھا سوال کرنا نصف علم ہے۔[12]

دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں زندگی کے تمام معاملات میں در پیش مسائل کے بارے میں اہل علم سے سوال کرنے اور اس کے ذریعے دین کے شرعی احکام کا علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، امین[13]

---

(10): صراط الجنان، جلد نمبر: ۵، صفہ نمبر: ۳۲۰، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ
(11): الفقیہ والمتفقہ، باب فی السؤال والجواب وما یتعلق بھما۔۔۔الخ، جلد نمبر: ۲، صفحہ نمبر: ۶۱، الحدیث: ۶۹۳، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(12): معجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ، محمد، جلد نمبر: ۵، ص: ۱۰۸، الحدیث: ۶۷۴۴، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ
(13): صراط الجنان، ج: ۶، ص: ۲۹۲، ۲۹۳، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ

7. تفسیر الحسنات میں ہے

واستدل بها ایضاً علیٰ وجوب المراجعة للعلماء فیما لا یعلم۔[14]

یعنی: اس آیت سے جو نہیں جانتے ان کے لئے مراجعت للعلماء کے واجب ہونے پر استدلال کیا گیا ہے

یہ کل ۷ تفاسیر پیش کی گئیں ہیں جن میں ضمناً احادیث مبارکہ بھی آگئیں ان تمام سے یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ سوال کرنا ایک بہت اہم اور علمی کام ہے اور یہ لزوم اور وجوب کا درجہ رکھتا ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ خوب سوال کریں اور وہ طلبہ جو سوال نہیں کرتے وہ خود ہی غور کر لیں کہ ام ھو علی ھدایة او ضلالة۔

نوٹ: اگرچہ بعض تفاسیر تقلید شخصی کے متعلق ہیں مگر وہ ہمارے عنوان کو مضر نہیں بلکہ مفید ہی ہیں۔

اب ہم اس موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے خاتم المرسلین ﷺ کے اقوال پیش کر کے برکت حاصل کرتے ہیں کہ کہیں یہی اقوال کسی کی لاعلمی کے باوجود سوال نہ کرنے کی بری عادت کو دور کر کے اسے دین و دنیا کی بھلائیاں عطا کر دیں۔

(14): تفسیر الحسنات، ج:۳، ص:۶۰۶، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز

باب دوم: احادیث مبارکہ

اس باب میں ہم کچھ منتخب احادیث مبارکہ شرح کے ساتھ ذکر کریں گے تاکہ سوال کی اہمیت حدیث مبارکہ کی روشنی سے بھی واضح ہوجائے۔

اس موضوع پر بیسیوں احادیثِ مبارکہ ہیں جن سے عبارۃ النص اور اشارۃ النص کے طور پر سوال کی اہمیت اور اس کا لازم ہونا ثابت ہوتا ہے مگر طوالت کو ترک کرتے ہوئے ہم نے کچھ احادیث مبارکہ کا انتخاب کیا ہے

1. پہلی حدیث مبارکہ

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَا تَسْمَعُ شَيْئًا لَا تَعْرِفُهُ إِلَّا رَاجَعَتْ فِيهِ حَتَّى تَعْرِفَهُ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ أَوَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا قَالَتْ فَقَالَ إِنَّمَا ذَلِكِ الْعَرْضُ وَلَكِنْ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكْ(15)

یعنی :- ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا جب کسی ایسی بات کو سنتیں جس کو نہ سمجھتیں تو پھر دوبارہ اس بارے میں جستجو کرتیں تاکہ اس کو سمجھ لیں۔ چنانچہ (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ نے فرمایا (قیامت میں) جس کا حساب لیا گیا اس پر (ضرور) عذاب کیا جائے گا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں (یہ سن کر) میں نے عرض کی کہ اللہ پاک تو یہ فرماتا ہے **پس**

---

(15): صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من سمع شیئا فراجعہ حتی یعرفہ، ص: ۵۱، الحدیث: ۱۰۳، مطبوعہ: دار ابن کثیر

عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا، (معلوم ہوا کہ حساب کے بعد عذاب کچھ ضروری نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا یہ حساب جس کا ذکر اس آیت میں ہے درحقیقت حساب نہیں بلکہ صرف پیش کردینا ہے لیکن جس شخص سے حساب میں جانچ کی گئی وہ یقینا ہلاک ہوگا۔

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں

فِيهِ بَيَان فَضِيلَة عَائِشَة رَضِي الله عَنْهَا، وحرصها على التَّعَلُّم وَالتَّحْقِيق، فَإِن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم مَا كَانَ يتضجر من الْمُرَاجَعَة إِلَيْهِ[16]

یعنی: اس حدیث مبارکہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی فضیلت اور ان کے سیکھنے اور تحقیق کرنے پر حریص ہونے کا بیان ہے، پس بے شک رسول اللہ ﷺ سوال کیے جانے سے نہیں تھکتے تھے

توضیح: اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ کے خندہ پیشانی کے ساتھ سوال کا جواب عطا فرمانے کا ثبوت ملتا ہے جس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جب ہمارے درجہ کا کوئی کمزور طالبِ علم یا پچھلے درجہ کا کوئی طالبِ علم ہم سے کچھ سبق کے متعلق پوچھے تو ہمیں اسے اچھے انداز میں سمجھانا چاہیے نا کہ یہ کہ ہم اس کی دل آزاری کردیں۔ ہمیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ جس رب نے ہمیں ذکاوت عطا فرمائی ہے وہ پل میں ہم سے واپس بھی لے سکتا ہے لہذا زوالِ نعمت سے ڈریں اور

---

(16): عمدۃ القاری، ج:۲، ص:۲۰۸، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ

کمزوروں کی ڈھارس بنیں اور انہیں سہارا دیں اور اس حدیث مبارکہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے سوال کرنے پر فضیلت بیان کی جارہی ہے لہذا معلوم ہوا کہ اے سائل! آپ کوئی نیا کام نہیں کر رہے بلکہ آپ تو اکابرین کے طریقہ کی پیروی کر رہے ہیں یہی نہیں بلکہ یہ تو سنت متواترہ ہے بلکہ ایک مقام پر خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے سوال کرنے والیوں کی تعریف ارشاد فرمائی ان شاء اللہ عزوجل ہم اس روایت کو اقوال سلف و خلف کے باب میں ذکر کریں گے

2. دوسری حدیث مبارکہ

عن جابر بن عبداللہ أنّ رجلًا جاء إلی النبیﷺ فقال أیُّ الناس أعلمُ قال من یجمع علمَ الناس إلی علمِه وکلُّ صاحبِ علمٍ غرثان[17]

یعنی: حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے: کہ ایک مرد نبی اکرم ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کی لوگوں میں سے سب سے زیادہ جاننے والا کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو لوگوں کے علم کو اپنے علم میں جمع کرلے اور ہر صاحب علم (علم کی طلب میں) بھوکا ہے

اس حدیث پاک کی شرح میں ہے

(أعلم النَّاس) أَی أَكْثَرهم علما (من) أَی عَالم (يجمع علم النَّاس إِلَى علمه) أَی يحرص على تعلم مَا عِنْدهم مُضَافا لما عِنْده (وكل صَاحب علم غرثان) أَی جَائِع وَالْمرَاد أَنه لشدّة تلذذه بِالْعلمِ ومحبته لَهُ

(17): مسند أبي يعلى الموصلي، ج:۳، ص:۵۸۳، مطبوعہ: دار الحدیث

لَایزَال منهمکافِی تحْصِیله فَلَا یقف عَن حدّ[18]

یعنی: لوگوں میں سب سے زیادہ علم والا وہ ہے جو علم کو سیکھنے اور سکھانے کا حریص ہے لوگوں کے علم کو اپنے علم میں ملاتے ہوئے۔ ہر صاحب علم بھوکا ہے اور مراد یہ ہے کہ وہ علم سے شدید لذت حاصل کرتا ہے اور اسے علم سے ایسی شدید محبت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ اس کو حاصل کرنے میں منہمک رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے حاصل کرنے میں کسی بھی حد پر رکتا نہیں

یعنی کثیر علم والا وہ ہے جو لوگوں کے علم کو بھی حاصل کرنا چاہتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جس کے پاس جتنے زیادہ لوگوں کا علم ہوگا وہی بڑا عالم ہوگا اور لوگوں کے علم کو جمع کرنے کا سب سے بڑا طریقہ سوال کرنا ہی ہے لہذا اگر صاحب علم بننا ہے تو سوال کو لازم پکڑ لو۔ اور اپنے حذاق اساتذہ کرام سے خوب فائدہ اٹھاؤ کیوں کہ ایسی نعمتیں ہر کسی کو میسر نہیں آتیں اور اگر کوئی شخص کسی کا طالب ہو تو جہاں سے بھی ممکن ہو وہ اسے حاصل کرنے کی مکمل کوشش کرتا ہے مگر تعجب ہے ہمارے مدارس کے طلبہ پر کہ طالب علم بھی ہیں گویا کہ علم ان کا مطلوب ہے مگر مطلوب کو حاصل کرنے کے بہترین طریقہ یعنی سوال کرنے سے دامن چھڑاتے ہیں جس کی وجہ سے مطلوب میں کمزور رہ جاتے ہیں۔ سوال کی اہمیت کے لیے یہی قول کافی ہے

السوال مفتاح العلوم

---

(18): التیسیر بشرح الجامع الصغیر، ج:۱، ص:۱۷۵، مطبوعہ: مکتبۃ الامام الشافعی

3. تیسری حدیث مبارکہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ قَالَ: "مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ: طَالِبُ عِلْمٍ، وَطَالِبُ الدُّنْيَا"[19]

یعنی: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے فرمایا: دو حریص ایسے ہیں کہ کبھی سیر نہیں ہوں گے: ۱) طالب علم ۲) طالب دنیا۔

تو اے طلبہ کرام! کیا تم سیر ہو گئے جو سوال نہیں کرتے؟؟؟؟؟

4. چوتھی حدیث مبارکہ

فَرَوَى أَبُو دَاوُدَ فِي سُنَنِهِ مِنْ حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: «خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجَرٌ، فَشَجَّهُ فِي رَأْسِهِ، ثُمَّ احْتَلَمَ، فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ فَقَالَ: هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ؟ قَالُوا: مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً، وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ، فَاغْتَسَلَ، فَمَاتَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ أُخْبِرَ بِذَلِكَ، فَقَالَ: قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ أَلَا سَأَلُوا إِذَا لَمْ يَعْلَمُوا؟ فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ[20]

یعنی: امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو روایت کیا (حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) فرمایا: "ہم سفر میں نکلے اور ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگ گیا تو پتھر نے اس کے سر میں زخم لگا دیا اور پھر اسے احتلام ہوا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے سوال کیا اور کہا: کیا تم میرے لیے تیمم کے معاملے میں رخصت پاتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم تمہارے لیے کوئی رخصت نہیں پاتے کیوں کہ تم پانی پر بھی قادر ہو پھر اس نے غسل کیا اور وہ مر گیا اور جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

(19): مسند البزار، ج: ۱۱، ص: ۱۴۸، مطبوعہ: مکتبۃ العلوم والحکم
(20): سنن ابو داؤد، ج: ۱، ص: ۲۵۲، مطبوعہ: دار الرسالۃ العالمیۃ

پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں سارا ماجرہ پیش کیا گیا تو پیارے آقا ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اللہ انہیں مارے ، کیا تم وہ نہیں پوچھتے جو تم نہیں جانتے؟ پس محض جہالت کا علاج سوال ہی ہے۔

اس حدیث پاک میں سوال کرنے کو جہالت کا علاج قرار دیا گیا ہے اور اس کو تین تاکید کے ساتھ مؤکد کیا گیا ہے پہلی **انما** کے ذریعہ دوسری **جملہ اسمیہ** کے ذریعہ اور تیسری یہ کہ **مبتدا** بھی **معرفہ** ہے اور **خبر** بھی **معرفہ** ہے اور جب دونوں معرفہ ہوں تو **تخصیص** کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

ان احادیث مبارکہ سے بھی یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ سوال کرنا ایک بہت اہم کام ہے لہذا وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا[21] کہ تحت ہمیں حضور ﷺ کے ان فرامین پر ضرور بالضرور عمل کرنا چاہیے۔

اللہ تبارک و تعالی ہمیں تحصیل علم کی خاطر اہل علم سے سوال کرنے کا جذبہ عطا فرمائے اور اس کی بدولت علم نافع عطا فرمائے۔ آمین

---

(21): پارہ نمبر: ۲۸، سورۃ الحشر، آیت نمبر: ۷

باب ثالث: اقوال سلف وخلف

1. حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے تین فرامین:

- العلمُ خزائنُ، ومفتاحُها السُّؤالُ، فاسألوا یرحمُکم اللهُ، فإنَّه یُؤجرُ فیه أربعةٌ: السّائلُ، والمعلِّمُ، والمستمِعُ، والمحبُّ لهم[22][23]

یعنی: ”علم خزانے ہیں اور ان خزانوں کی چابی سوال کرنا ہے تو تم سوال کرو، اللہ تعالی تم پر رحم فرمائے، کیونکہ سوال کرنے کی صورت میں چار لوگوں کو اجر دیا جاتا ہے۔ (1) سوال کرنے والے کو۔ (2) سکھانے والے کو۔ (3) سننے والے کو۔ (4) ان سے محبت رکھنے والے کو

- "خَمْسٌ احْفَظُوهُنَّ لَوْ رَكِبْتُمُ الْإِبِلَ لَأَنْضَيْتُمُوهُنَّ[24] مِنْ قَبْلِ أَنْ تُصِيبُوهُنَّ: لَا يَخَافُ عَبْدٌ إِلَّا ذَنْبَهُ وَلَا يَرْجُو إِلَّا رَبَّهُ وَلَا يَسْتَحِي جَاهِلٌ أَنْ يَسْأَلَ وَلَا يَسْتَحِي عَالِمٌ إِنْ لَمْ يَعْلَمْ أَنْ يَقُولَ: اللَّهُ أَعْلَمُ، وَالصَّبْرُ مِنَ الْإِيمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ، وَلَا خَيْرَ فِي جَسَدٍ لَا رَأْسَ لَهُ، وَلَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا صَبْرَ لَهُ"[25]

یعنی: پانچ چیزوں کو یاد کر لو اگر تم اونٹ پر سوار ہوگے تو تم اسے کمزور کر دو گے مگر ان باتوں

---

(22): بعض نے اسے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے موقوفا روایت کیا ہے اور بعض نے مرفوعا بھی روایت کیا ہے مگر سند پر کلام بھی کیا ہے اس وجہ سے ہم اسے اقوال سلف وخلف کے باب میں ذکر رہے ہیں

(23): الفقیہ والمتفقہ، باب فی السؤال والجواب وما یتعلق بھما۔۔۔الخ، جلد نمبر: ۲، صفحہ نمبر: ٦١، الحدیث: ٦٩٣، مطبوعہ: دار ابن الجوزی

(24): بعض نسخوں میں ھن ضمیر کی جگہ ھا ہے اور یہی معنی کے زیادہ قریب ہے

(25): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ٣٨٣، مطبوعہ: دار ابن الجوزی

کو ڈھونڈ نہیں سکو گے:

1. بندہ اپنے گناہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے
2. بندہ اپنے رب کے سوا کسی سے امید نہ کرے
3. جاہل سوال کرنے سے حیا نہ کرے
4. جب عالم کوئی بات نہ جانتا ہو تو وہ **اللہ اعلم** کہنے میں عار محسوس نہ کرے
5. صبر ایمان کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسے سر جسم میں، اور جس جسم میں سر نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں اور اس کا کوئی (کامل) ایمان ہی نہیں جس میں صبر نہ ہو۔

- «خُذُوا عَنِّي هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَلَوْ رَحَلْتُمْ فِيهِنَّ الْمَطِيَّ حَتَّى أَنْضَيْتُمُوهُ لَمْ تَبْلُغُوهُ، لَا يَرْجُو عَبْدٌ إِلَّا رَبَّهُ، وَلَا يَخَافُ إِلَّا ذَنْبَهُ، وَلَا يَسْتَحِي إِذَا كَانَ لَا يَعْلَمُ أَنْ يَتَعَلَّمَ، وَلَا يَسْتَحِي إِذَا سُئِلَ عَمَّا لَمْ يَعْلَمْ أَنْ يَقُولَ لَا أَعْلَمُ [26]

یہ عبارت پچھلی عبارت سے ملتی جلتی ہے مگر اسناد تبدیل ہیں جبھی فقط روایت کو ذکر کیا جا رہا ہے اور ترجمہ کو ترک کیا گیا ہے۔

2. حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:

نعم النساء نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ [27]

یعنی: انصار کی عورتیں کیا ہی اچھی عورتیں ہیں کہ انہیں کسی بھی معاملے میں سوال کرنے

(26): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۳۸۳، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(27): صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الحیاء فی العلم، ص: ۶۰، مطبوعہ: دار ابن کثیر

سے شرم نہیں روکتی تھی۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوئی ایک تو یہ کہ سوال کرنا قابل تعریف کام ہے اور دوسرا یہ کہ صحابیات رضی اللہ تعالی عنھن بھی کثرت سے سوالات کیا کرتی تھیں اور ان کو سوالات کرنے سے کوئی بھی چیز نہیں روکتی تھی بلکہ وہ کھل کر سوالات کیا کرتی تھیں تو پھر آج کا طالب علم کیوں دل کھول کر سوال نہیں کر پاتا، وہ یہ کیوں سوچتا ہے کہ یہ ہو جائے گا، فلاں طالبِ علم کیا سوچے گا، لوگ مجھ پر ہسیں گے میرے بھائی سب کو ذہن سے خارج کر کے سنت صحابیات اپناؤ۔ آپ اپنا حق ادا کرتے رہو اور اپنے مطلوب کو حاصل کرنے کی دھند میں لگے رہو کیوں کہ **من جد وجد**

3. حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالی عنھا نے حضور ﷺ سے عرض کی:

«يَارَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ....»؟[28]

یعنی: یا رسول اللہ ﷺ بے شک اللہ عزوجل حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا کیا عورت پر بھی غسل فرض ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔؟

محترم قارئین کرام! مذکورہ روایت سے بھی معلوم ہوا کہ سوال پوچھنے میں شرم نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ **شرع میں شرم نہیں۔**

4. حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

«زِيَادَةُ الْعِلْمِ الِابْتِغَاءُ، وَدَرْكُ الْعِلْمِ السُّؤَالُ فَتَعَلَّمْ مَا جَهِلْتَ وَاعْمَلْ بِمَا عَلِمْتَ»[29]

(28): صحیح البخاری، ص:۱۰۸، مطبوعہ: دار ابن کثیر
(29): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۳۷۴، مطبوعہ: دار ابن الجوزی

یعنی: علم چاہنے ہی سے بڑھتا ہے، اور علم کا ادراک سوال سے ہی ہوتا ہے پس تم ہر وہ بات سیکھو جس کا تمہیں علم نہیں اور جس کا بھی تمہیں علم ہے اس پر عمل کرو۔

5. حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں:

"مَا رَأَيْتُ قَوْمًا كَانُوا خَيْرًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا سَأَلُوهُ إِلَّا عَنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ مَسْأَلَةً حَتَّى قُبِضَ، كُلُّهُنَّ فِي الْقُرْآنِ[30]

یعنی: میں نے کسی قوم کو حضور ﷺ کے اصحاب سے بہتر نہیں دیکھا کہ انہوں نے حضور ﷺ کی وفات ظاہری تک ۱۳ سوالات کیے اور وہ تمام کے تمام قرآن مجید میں موجود ہیں۔

دیکھیے یہاں بھی سوال کرنے والوں کی تعریف کی جارہی ہے بلکہ یہاں سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے علم حاصل کرنے پر حریص ہونا بھی معلوم ہورہا ہے۔

6. ایک شخص کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے عرض:

أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ دَعَا دَغْفَلًا النَّسَّابَةَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْعَرَبِيَّةِ، وَسَأَلَهُ عَنْ أَنْسَابِ النَّاسِ، وَسَأَلَهُ عَنِ النُّجُومِ فَإِذَا رَجُلٌ عَالِمٌ فَقَالَ: يَا دَغْفَلُ، مِنْ أَيْنَ حَفِظْتَ هَذَا؟ قَالَ: «حَفِظْتُ هَذَا بِقَلْبٍ عَقُولٍ وَلِسَانٍ سَئُولٍ»[31]

یعنی: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے دغفل کو بلایا پس ان سے عربی کے بارے میں سوال کیا اور لوگوں کے نسب کے بارے میں سوال کیا اور ستاروں

---

(30): مسند الدارمی، ص: ۳۱، مطبوعہ: دار ابن حزم
(31): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۳۷۸، مطبوعہ: دار ابن الجوزی

کے بارے میں سوال کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عالم ہے پھر آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے استفسار فرمایا اے دغفل یہ تمام باتیں آپ نے کہاں سے یاد کیں تو عرض کی میں نے انہیں سمجھدار دل اور بہت زیادہ سوال کرنی والی زبان کے ذریعہ یاد کیا۔

7. حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:

ایک مفہوم کی روایت مختلف اسناد کے ساتھ آپ سے مروی ہیں ہم طوالت کے خوف سے اسناد کو حذف کر کے پیش کرتے ہیں

- «اَلْعِلْمُ خَزَانَةٌ مِفْتَاحُهَا الْمَسْأَلَةُ»[32]

علم خزانہ اور اس کی چابیاں سوال کرنا ہے

- «اَلْعِلْمُ خَزَائِنُ وَمَفَاتِيحُهَا السُّؤَالُ»[33]

علم خزانہ ہے اور اس کی چابیاں سوال ہیں

- «إِنَّ الْعِلْمَ خَزَائِنُ وَتَفْتَحُهَا الْمَسْأَلَةُ»[34]

بے شک علم خزانہ ہے اور سوال ہی اس کو کھولتا ہے۔

- «إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ خَزَانَةٌ وَتَفْتَحُهَا الْمَسْأَلَةُ»[35]

بے شک یہ علم خزانہ ہے اور سوال ہی اس کو کھولتا ہے۔

---

(32): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۳۷۴، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(33): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۳۷۹، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(34): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۳۸۰، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(35): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۳۸۰، مطبوعہ: دار ابن الجوزی

8.امام اعمش رحمہ اللہ نے فرمایا:

علم سوال کرنے سے آتا ہے[36]

9.امام خلیل بن احمد کے دو قول:

- «اَلْعُلُومُ أَقْفَالٌ وَالسُّؤَالَاتُ مَفَاتِيحُهَا»[37]

یعنی: علم تالے ہیں اور سوال اس کی چابیاں ہیں

- إِنْ لَمْ تُعَلِّمِ النَّاسَ ثَوَابًا فَعَلِّمْهُمْ لِتَدْرُسَ بِتَعْلِيمِهِمْ عِلْمَكَ[38]

یعنی: اگر تو لوگوں کو نیکی کا کام نہ سکھا سکے تو پس تو ان کو علم سکھا دے تاکہ ان کے علم سیکھنے کے سبب وہ تیرے علم کا درس دیں

10.وہب بن منبہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

«حُسْنُ الْمَسْأَلَةِ نِصْفُ الْعِلْمِ»[39]

یعنی: اچھا سوال کرنا آدھا علم ہے

---

(36): اللہ والوں کی باتیں، ج:۵، ص:۶۲، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ
(37): جامع بیان العلم وفضلہ، ص:۳۸۰، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(38): جامع بیان العلم وفضلہ، ص:۳۸۱، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(39): جامع بیان العلم وفضلہ، ص:۳۸۲، مطبوعہ: دار ابن الجوزی

11. یہی قول سلیمان بن یسار سے مروی ہے[40]

12. امام اصمعی علیہ الرحمہ کا فرمان:

وَسُئِلَ الْأَصْمَعِيُّ بِمَ نِلْتَ مَا نِلْتَ؟ قَالَ: «بِكَثْرَةِ سُؤَالِي وَتَلَقُّفِي الْحِكْمَةَ الشَّرُودَ[41]

یعنی: امام اصمعی سے سوال کیا گیا کہ آپ اس قدر کامیاب کس طرح ہوئے تو ارشاد فرمایا کثرت سے سوال کرنے اور نامانوس الفاظ کو یاد کر لینے کی وجہ سے۔

13. امام حسن نے فرمایا:

من اسْتَتَرَ عَنْ طَلَبِ الْعِلْمِ بِالْحَيَاءِ لَبِسَ لِلْجَهْلِ سِرْبَالَهُ فَاقْطَعُوا سَرَابِيلَ الْجَهْلِ عَنْكُمْ بِدَفْعِ الْحَيَاءِ فِي الْعِلْمِ، فَإِنَّهُ مَنْ رَقَّ وَجْهُهُ رَقَّ عِلْمُهُ» [42]

یعنی: جو حیا کی وجہ سے علم کو حاصل کرنے سے رک گیا تو اس نے جہالت کا لباس پہن لیا پس تم اپنے آپ سے علم میں حیا دور کرنے کے ذریعہ جہالت کا لباس اتار دو تو جو علم سے شرما گیا اس سے علم رخصت ہو گیا

14. ایک قول یہ بھی ہے:

مَنْ رَقَّ وَجْهُهُ عِنْدَ السُّؤَالِ رَقَّ عِلْمُهُ عِنْدَ الرِّجَالِ وَمَنْ ظَنَّ أَنَّ لِلْعِلْمِ غَايَةً فَقَدْ بَخَسَهُ حَقَّهُ[43]

یعنی: جو سوال کرنے کے وقت شرما گیا تو لوگوں کے نزدیک اس کا علم کمزور ہو گیا اور جس نے یہ گمان کیا کہ اس کا علم انتہاء کو پہنچ گیا ہے تو تحقیق اس نے علم کی حق

---

(40): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۳۸۲، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(41): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۳۸۲، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(42): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۳۸۳، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(43): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۳۸۴، مطبوعہ: دار ابن الجوزی

تلقی کی

15.ابراہیم بن مہدی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

«سَلْ مَسْأَلَةَ الْحَمْقَى وَاحْفَظْ كَحِفْظِ الْأَكْيَاسِ»(44)

یعنی: بیوقوفوں کے سوال کرنے کی طرح سوال کرو اور اس کو ذہین و فطین کے یاد کرنے کی طرح یاد کرلو

اس عبارت کا معنی یہ ہے کہ جس طرح بیوقوف شخص کے ذہن میں جو سوال بھی آتا ہے وہ پوچھنے میں جھجھکتا نہیں ہے وہ یہ نہیں سوچتا کہ فلاں کیا سوچے گا؟اور فلاں کیا سوچے گا؟سوال کرنے پر طلبہ میری بے عزتی کریں گے تو کیا ہوگا؟ تو اے علم دین کے طلبگارو! تم بھی سوال کرنے سے نہ رکو کیوں کہ ہوگا تو کچھ نہیں مگر اتنا ضرور ہوگا کہ وقت تو گزرتا جائے گا مگر علم میں مضبوطی حاصل نہ ہوسکے گی اور آپ یہ سوچتے ہی کیوں ہیں ہو جب کہ آپ کے اساتذہ کرام آپ کو سوال کرنے کی ترغیب ارشاد فرمارہے ہیں تو پھر آپ کو کس کی فکر آپ کی توجہ تو آپ کے معزز اساتذہ کرام کی جانب ہی ہونی چاہیے یاد رکھیے اچھوں کی طرف نظر رکھیں گے تو اچھے بنیں گے اور لایعنی طلبہ اور ایسے طلبہ جو بے مقصد زندگی گزارتے ہیں وہ ہمیشہ آپ کو علم سے دور ہی کریں گے مگر یاد رہے سوال تو بیوقوفوں کی طرح کرنا مگر یاد اس کو ذہین و فطین آدمی کی طرح کرلینا جب ایسا کرلوگے تو کامیاب ہوجاؤگے۔

---

(44):جامع بیان العلم وفضلہ،ص:۳۸۷،مطبوعہ:دار ابن الجوزی

16. امام ابن عبد البر المالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

وَهَذَا يُلْزِمُ كُلَّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ إِذَا جَهِلَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ دِينِهِ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ(45)

یعنی: اور یہ (فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) ہر مؤمن مرد و عورت پر یہ بات لازم کرتی ہے کہ جب بھی وہ دین کی کسی بات کو نہ جانتے ہوں تو وہ اس کے بارے میں سوال کریں۔

17. باطنی بیماریوں کی تشخیص کے طبیب اعظم امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

کسی دانا کا قول ہے کہ مجھے دو شخصوں پر جتنا رحم آتا ہے اتنا کسی پر نہیں آتا ایک وہ جو علم حاصل کرتا ہے مگر سمجھتا نہیں اور دوسرا وہ جو سمجھ سکتا ہے مگر علم حاصل نہیں کرتا (46)

18. امام غزالی علیہ الرحمہ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ عسقلان تشریف لائے اور کچھ عرصہ ٹھہرے لیکن کسی نے بھی آپ علیہ الرحمہ سے کوئی مسئلہ دریافت نہیں کیا تو آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: مجھے کرایہ دو تاکہ میں اس شہر سے چلا جاؤں کیوں کہ یہاں علم مر چکا ہے (47)

دیکھیے! حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے سوال نہ کرنے کو علم کا مرجانا قرار دیا لہذا آپ سوال نہ کرکے اپنا اور علم دین کا نقصان کر رہے ہیں اور جو آپ پر

---

(45): الاستذکار، ج: ۳، ص: ۱۲۴، مطبوعہ: دار الوعی
(46): احیاء العلوم مترجم، ج: ۱، ص: ۵۷، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ
(47): احیاء العلوم مترجم، ج: ۱، ص: ۶۴، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ

امر بالمعروف و نهي عن المنكر کی ذمہ داری ہے اس میں کوتاہی کر رہے ہیں کیوں کہ جب آپ سوالات نہیں کریں گے تو آپ سے علم کی روح رخصت ہو جائے گی اور جب علم کی روح رخصت ہو گی تو لامحالہ یہ آپ کی ذمہ داری میں کوتاہی کا سبب بنے گی اور یوں فقط اک آپ کے سوال نہ کرنے سے قوم وملت کا عظیم و ناقابل تلافی نقصان ہو جائے گا اور سب سے اہم بات جو آپ پر آپ کے اساتذہ کرام کا حق ہے یعنی ان کے علوم کا وارث بن کر انہیں آگے پہنچانا اس میں آپ خیانت کریں گے۔ لہذا خدارا! سوال کرنے کی اہمیت کو سمجھیں اور سوالات کریں

19. امام غزالی علیہ الرحمہ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت **عطا** رحمہ اللہ نے فرمایا: میں حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے پاس گیا تو وہ رو رہے تھے میں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کوئی مجھ سے مسئلہ ہی دریافت نہیں کرتا (48)

20. شہاب الدين ابن رسلان الشافعي علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وفيه أن الجهَل داء عضال، فينبغي أن يَطلب دَوَاؤه وهو سُؤَال أهُل العلم (49)

یعنی: اور اس میں یہ ہے کہ جہالت لاعلاج مرض ہے پس لازم ہے کہ جاہل شخص اس کی دوا طلب کرے اور وہ دوا علم والوں سے سوال کرنا ہے۔

---

(48): احیاء العلوم مترجم، ج:۱، ص:۶۴ مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ
(49): شرح سنن أبي داود، ج:۲، ص:۶۴۴، مطبوعہ: دار الفلاح للبحث العلمي و تحقيق التراث، الفيوم

باب رابع: کامیاب لوگوں کے اقوال

آگے آنے والے کلام کے متعلق تمہیدی گفتگو:

اب ہم یہاں پر دنیاوی شعبوں سے تعلق رکھنے والے چند حضرات کے اقوال پیش کریں گے جس کا مقصد فقط یہ ہے کہ سوال کی اہمیت دنیا والوں کو دنیاوی طریقہ سے سمجھائی جاسکے ورنہ مسلمان کے لیے کسی بھی بات کی اہمیت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ شریعت کی تعلیمات میں اس چیز کی تعریف اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔

ہم یہاں کچھ تحریریں اختصار کے ساتھ نقل کر رہے ہیں

● سوال ذہانت و تخلیق کی چابی ہے:

انسان کی تعلیمی و شعوری ذہانت اور تخلیقی سفر کی ابتدا 'سوال' سے ہوتی ہے۔ بیسویں صدی کا عظیم ماہر طبیعات **آئن اسٹائن** کہتا ہے ،''انتہائی اہم چیز یہ ہے کہ سوالات کرنا بند نہ کریں''۔ ان کے ہمنوا ماہرینِ تعلیم **پال** اور **ایڈلر** کہتے ہیں، ''ادراک جوابات سے نہیں بلکہ سوالات سے بڑھتا ہے''۔ جتنے سوال اتنے جواب، جتنی جستجو اتنی ندرت۔ سوالات ہی طلبہ کی اسباق میں دلچسپی بڑھاتے اور بصیرت افروز خیالات سے سرشار کرتے ہیں۔

'سوال' کیا ہے؟

معلومات حاصل کرنے کیلئے ہم سوال کرتے ہیں اور جواب ملنے پر کئی اور سوالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ معلومات کے حصول میں سوالات کے چھ زاویئے ہمیں ابتدائی شعور سے آفاقی شعور تک پہنچاتے ہیں (اور وہ چھ زاویہ یہ ہیں کیا؟ کون؟ کب؟ کہاں؟ کیسے؟

اور کیوں؟) سقراط کا طریقہ کار سوال در سوال سے منطق اور ادراک تک رسائی تھی۔ اس نے کہا تھا، ''میں اتنا جانتا ہوں کہ میں خود اس کی مقدار نہیں جانتا۔ بے امتحان زندگی جینے کے قابل نہیں''۔ تحقیقی سوالات میں سقراط کا انداز تعلیم، ذہانت و تخلیق کی چابی مانا جاتا ہے۔اس میں بیانیہ سوال، متعلقہ سوال اور عمومی سوال شامل ہیں۔ پہلے ہم علم حاصل کرنے کیلئے **کیا** کا سوال اٹھاتے ہیں۔ پھر اطلاق کیلئے **کیسے**؟ تجزیئے کیلئے **کون** سے؟ نتیجے پر پہنچنے کیلئے **کیوں** کر؟ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔

ذہانت و تخلیق پر مبنی سوالات کی اقسام

انسانی ذہن میں کئی قسم کے سوالات ابھرتے ہیں۔ایک سرے سے دوسرے سرے تک سوالات کا کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوکر ذہن و تخیل کی مشعل روشن کرتا ہے۔ سوالات کی اقسام دیکھیں تو ہمارے سامنے انسانی ذہانت و تحیر کو ممیز کرنے کے لیے کئی سوالات موجود ہوتے ہیں جیسے کہ بنیادی معلومات کے حصول کی لئے **مختصر و سادہ سوال**، معلومات کی گہرائی تک پہنچنے کے لئے **مکمل سوال** جب کہ ماخذ کی تلاش میں **الجھانے والے غیر متعلقہ سوال** (اپنے اساتذہ اور دیگر معزز اہل علم حضرات کے علاوہ سے)۔ بار بار دہرانے والے، منضبط، تحریری ، منفی، مرکب، مبہم، سادہ، آسان اور مشکل سوالات کی ایک زنبیل ہے جو سوال در سوال ادراک و تخیل کو پروان چڑھا کر طلبہ میں ناقدانہ اور منفرد سوچ کو پروان چڑھاتے ہیں۔اس طرح سوال پوچھنا بھی ایک فن ہے، جس سے مکالمہ، منطق، سچ اور تخیل کے زاویہ سامنے آتے ہیں۔

دانشورانہ تاریخ میں 'سوال' کی اہمیت

ارسطو کا کہنا ہے، ''ہم اچھائی سے زیادہ اچھے انسان کے خوگر ہوتے ہیں، وگرنہ ہمارے تمام سوالات بے معنی ہوتے ہیں''۔ انسان کی دانشورانہ تاریخ میں نیکی وصداقت اور دنیا کو خوبصورت اور سہولت کار بنانے کے لئے آفاقی سوالات کی جستجو ہمارے سوالیہ ذہن کی مرہون منت ہے۔ نامعلوم سے معلوم کا سفر سوال سے شروع ہو کر سوال ہی پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ جو طالب علم سوال کرنے سے نہیں گھبراتے انہیں علم وہنر کی دیوی اپنی بانہوں میں سمیٹ لیتی ہے۔ میں کون ہوں؟ اس کائنات کو کس نے بنایا؟ ہم کب سے اس دنیا میں ہیں؟ پچھلے 10 ہزار سال کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو وہ فلسفہ و مذہب اور سائنس و ادب کے عظیم سوالات سے تعبیر ہے، جن کے جوابات سے آج ہم ڈیجیٹل دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

متعدد ذہانتوں میں سوال کی اہمیت

انسانی ذہانت وفطانت کی 10 اقسام ہیں، جن کے مطابق آپ اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو سوالات کے ذریعے پروان چڑھا سکتے ہیں۔ کلاس روم میں سب سے پہلے ہمارا تعارف الفاظ سے ہوتا ہے۔ اگر آپ **لسانی ذہانت** کے مالک ہیں تو الفاظ کا جملے میں استعمال اور ان کے مابین تعلق کو کئی سوالات سے سمجھ سکتے ہیں۔ **لسانی ذہانت** میں آپ کی رہنمائی اساتذہ کرام اور لغت کر سکتے ہیں۔ لفظ اور جملے کی منطق کے حوالے سے آپ کے متجسس ذہن میں جتنے سوالات اٹھیں گے، اتنے ہی جوابات کے لئے لغت یا ڈکشنری سے رجوع کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ **منطقی وریاضیاتی ذہانت** رکھنے والے طالبِ علم سوالات کے ذریعے اپنا علم بڑھا سکتے ہیں۔ **تصویری ذہانت** کے حامل طالبِ علم کسی بھی لفظ یا منظر سے تصویری صورت کے حوالہ سے سوال اٹھا سکتے ہیں۔ **جسمانی ذہانت** سے مزین

طالبِ علم ہاتھوں اور جسم کی حرکات سے سوال کی دنیا متحرک کر سکتے ہیں۔ موسیقی کی ذہانت رکھنے والے حضرات سُروں سے اپنی یادداشت کو تیز کر کے سوالات کے نئے جہاں معلوم کر سکتے ہیں (جو کہ ان کا زعم ہوتا ہے)۔ **جذبات شناس ذہانت کے حامل** چہرے کے تاثرات سے دلوں کا حال جان کر کئی سوالات وضع کر سکتے ہیں۔ **روحانی ذہانت والے طلبہ و طالبات** من کی دنیا سے سراغِ زندگی پا سکتے ہیں جب کہ **فطری ذہانت رکھنے والے طالبِ علم** فطرت کے مشاہدات سے کئی سوالات اٹھا سکتے ہیں، سوالیہ ذہانت کو فروغ دینے والے طالبِ علم جملہ ذہانتوں کے مالک بن کر اپنی کامیابی وکامرانی کو یقینی بنا لیتے ہیں۔ یاد رکھیے! یہ تمام ذہانتیں ہر طالبِ علم میں پائی جاتی ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ کون سوالات کے ذریعے اپنی ذہانت کو نکھارتا ہے۔

ذہانت کا دانشمندانہ استعمال

ہر ایک طالبِ علم ماضی، حال اور مستقبل کے تینوں زمانوں میں سفر کرتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں سوال سے جواب ملتا ہے۔ اگر آپ درج بالا ذہانتوں کو سوالیہ ذہانت سے آراستہ کریں گے جیسے کہ یہ سانس کیوں چلتی ہے؟ ستارے، چاند، سورج کیا ہیں؟ تو ہر سوال کا جواب آپ کو خوب سے خوب تر کی جستجو میں علم کے ختم نہ ہونے والے راستے پر لے جائے گا۔[50]

---

(50): https://jang.com.pk/news/651739

فرانسس بیکن کا کہنا ہے:

''جو زیادہ پوچھتا ہے وہ زیادہ سیکھتا ہے''گویا سیکھنے کے لئے سوالات کا پوچھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔[51]

تحریر:

علم کے تالے سوال ہی سے کھلتے ہیں۔ہم نے یہ جملہ مختلف مواقع پر سینکڑوں بار سنا ہوگا۔لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہم میں سے کتنوں کو یہ معلوم ہے کہ پوری تہذیب و ترقی سوال کے محور پر گھوم رہی ہے؟

میں کون ہوں؟ تم کون ہو؟ابر کیا چیز ہے؟ ہوا کیا ہے؟ یہ کیوں چلتی ہے پھر کیوں رک جاتی ہے؟ سورج مشرق سے ہی کیوں نکلتا ہے؟ جب دماغ کی ساخت ایک طرح کی ہے تو کچھ لوگوں کا دماغ زیادہ کام کیوں کرتا ہے؟ اور کچھ لوگ کیوں اس سے بہت کم کام لے پاتے ہیں؟ کیسے فیصلہ ہوتا ہے کہ جسے ہم پاگل سمجھ رہے ہیں وہ پاگل ہی ہے؟ لوہا اگر پانی سے بھاری ہے تو پھر جہاز کیوں تیرتا پھرتا ہے۔تہذیب کیسے پیدا ہوتی ہے، عروج پاتی ہے ، مر جاتی ہے۔خیال عقیدہ کیسے بن جاتا ہے اور یہی خیال سائنسی سوچ میں کیسے ڈھل جاتا ہے۔یہ سوالات کبھی نہ کبھی کسی نے تو اٹھائے ہوں گے تبھی تو ہم غار سے نکل کر خلا کو گھر بنانے میں کامیاب ہو سکے۔

جس طرح خاموشی آوازوں کی مرشد ہے اسی طرح سوال جواب کا باپ ہے۔سوال کی نوعیت و معیار ہی وہ ڈی این اے ہے جو میرے علمی شجرے کا پتہ

---

(51): https://www.jasarat.com/blog/2019/09/24/murad-ali-shahid-75/

دیتا ہے۔سوال وہ پیمانہ ہے جس سے میری ذہانت،غباوت اور سوچ کی گہرائی کو فوراً ناپا جا سکتا ہے۔

سوال کا ذہن میں پیدا ہونا فطری عمل ہے لیکن اسے دوسرے کے سامنے رکھنا ایک آرٹ ہے۔سوال جتنا مختصر ہوگا اتنا ہی موثر اور ٹھوس ہوگا(لوگوں کی اکثریت سوال کرنا چاہتی ہے مگر ان کی یہ کوشش اپنی ہی لذتِ تقریر کے ہاتھوں شہید ہو جاتی ہے اور طولِ کلام کے جوش میں انہیں خود بھی یاد نہیں رہتا کہ کیا پوچھنا چاہ رہے ہیں)

کسی بھی سوال کا کوئی مکمل جواب ممکن نہیں۔بلکہ جواب تو خود وہ پوٹلی ہے جس میں بے شمار سوالات بندھے ہیں۔جیسے ہی یہ پوٹلی کھلتی ہے گویا بحث کا دروازہ کھل جاتا ہے اور بحث وہ بیضہ دانی ہے جس سے مزید سوالات جنم لیتے ہیں۔ان میں سے کچھ فوراً مر جاتے ہیں۔کچھ منطق کی شاہراہ پر جان دے دیتے ہیں اور کچھ اتنے توانا ہوتے ہیں کہ علم کی گاڑی کو اور آگے کھینچتے ہوئے لے جاتے ہیں اور جب تھک جاتے ہیں تو پھر ان کی جگہ نئے اور توانا سوالات علم کی سواری سے جڑ جاتے ہیں۔یہی علم ترقی کے زینے طے کرواتا ہے اور یہی علم مضر ہو جائے تو تنزلی کا سبب بن جاتا ہے۔

جواب معمولی ہو سکتا ہے مگر سوال معمولی نہیں ہوتا۔سوال پانی کی طرح ہوتا ہے۔بہتا رہے تو صحت افزا ہے۔روک دیا جائے تو جوہڑ ہے۔ادھر ادھر دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔اور جوابات کی تلاش پر نکلے سوالات سے خوفزدہ معاشرے اور پھر اس معاشرے کے خمیر سے اٹھی ریاست کو دیکھ لیں اور پھر ان معاشروں کی کامیابیاں اور ناکامیاں ناپ لیں جنہوں نے سوال کو بیڑیوں سے آزاد کر کے اس

سے علم کی توانائی کشید کر کے خود کو ہر شعبے میں کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔[52]

(52): https://www.urdunews.com/node/326841/%D8%B3%DB%8C%D8%A7%D8%B3%DB%8C%D8%AA%D8%A%D8%B2%DB%8C%DB%92/%D8%B3%D9%88%D8%A7%D9%84-%D8%B3%DB%92%D8%A8%DA%91%D8%A7-%D8%AF%D8%B4%D9%85%D9%86-%D8%A7%D9%88%D8%B1-%D8%AF%D9%88%D8%B3%D8%AA-%DA%A9%D9%88%D8%A6%DB%8C-%D9%86%DB%81%DB%8C%DA%BA

باب خامس: اشعار

1. ایک شعر کہا گیا ہے:

إِذَا كُنتَ فِي بَلَدٍ جَاهِلًا ... وَلِلْعِلْمِ مُلْتَمِسًا فَاسْأَلِ
فَإِنَّ السُّؤَالَ شِفَاءُ الْعَمَى ... كَمَا قِيلَ فِي الْمَثَلِ الْأَوَّلِ (53)

یعنی: تو اگرچہ جاہل ہو مگر علم کی تلاش ہے تو سوال کیا کر کیوں کہ سوال ہی جہالت کا علاج ہے۔

2. فرزدق نے کہا:

أَلَا خَبِّرُونِي أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ... سَأَلْتُ وَمَنْ يَسْأَلْ عَنِ الْعِلْمِ يَعْلَمِ (54)

یعنی: اے لوگوں میں نے سوال کیا ہے اور جو بھی کسی علم کی بات کے بارے میں سوال کرتا ہے تو وہ جان جاتا ہے۔

3. امیہ بن ابی صلت نے کہا:

فَقَدْ يَزِيدُ السُّؤَالُ الْمَرْءَ تَجْرِبَةً ... وَيَسْتَرِيحُ إِلَى الْأَخْبَارِ مَنْ يَسَلُ (55)

یعنی: بے شک سوال بندہ کا تجربہ بڑھاتا ہے اور سائل جواب ملنے کی وجہ سے راحت پاتا ہے۔

---

(53): جامع بیان العلم وفضلہ، ص:۳۷۶، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(54): جامع بیان العلم وفضلہ، ص:۳۷۷، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(55): جامع بیان العلم وفضلہ، ص:۳۷۷، مطبوعہ: دار ابن الجوزی

4.امیہ بن ابی صلت ہی کا ایک اور شعر:

وَلَيْسَ ذُو الْعِلْمِ بِالتَّقْوَى كَجَاهِلِهَا ...وَلَا الْبَصِيرُ كَأَعْمَى مَالَهُ بَصَرُ
فَاسْتَخْبِرِ النَّاسَ عَمَّا أَنْتَ جَاهِلُهُ ...إِذَا عَمِيتَ فَقَدْ يَجْلُو الْعَمَى الْخَبَرُ [56]

یعنی: عالم اور جاہل برابر نہیں اور نہ ہی بینا اور نابینا برابر ہیں پس جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے تو اس کے بارے میں لوگوں سے سوال کرو تاکہ تمہارا جہل دور ہو جائے۔

اس شعر میں جہاں سوال کرنے کی اہمیت معلوم ہو رہی ہے وہیں ہمارے اساتذہ کرام کی فضیلت بھی معلوم ہو رہی ہے

5.امیہ بن ابی صلت ہی کا ایک دوسرا شعر:

وَقَدْ يَقْتُلُ الْجَهْلَ السُّؤَالُ وَيَشْتَفِي ...إِذَا عَايَنَ الْأَمْرَ الْمُهِمَّ الْمُعَايِنُ
وَفِي الْبَحْثِ قِدْمًا وَالسُّؤَالِ لِذِي الْعَمَى ...شِفَاءٌ وَأَشْفَى مِنْهُمَا مَا تُعَايِنُ [57]

یعنی: سوال جہالت کو ختم کر دیتا ہے اور اسے شفا بخشتا ہے کیوں کہ جب پرانی سے پرانی بیماری پر بھی توجہ کی جائے تو علاج ہو جاتا ہے تو پھر جہالت کا علاج کیسے نہیں ہو گا اور جب آپ کے پاس عظیم معالج بصورت مشفق اساتذہ کرام موجود ہیں تو آپ کو اپنے مرض کی فکر کی حاجت ہی نہیں بس آپ اپنا مرض ان سے عرض کر دیں ان شاءاللہ عزوجل آپ کا مرض یوں دور ہو جائے گا کہ کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔

---

(56): جامع بیان العلم وفضلہ، ص:۳۷۸، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(57): جامع بیان العلم وفضلہ، ص:۳۷۸، مطبوعہ: دار ابن الجوزی

6.اصمعی نے کہا:

شِفَاءُ الْعَمَى طُولُ السُّؤَالِ وَإِنَّمَا ... تَمَامُ الْعَمَى طُولُ السُّكُوتِ عَلَى الْجَهْلِ[58]

یعنی : جہالت کا علاج زیادہ سوالات کرنا ہے اور اعلی جہالت یہ ہے کہ بندہ اپنی جہالت پر طویل سکوت اختیار کرلے۔

7.سابق بربری نے کہا:

وَالْعِلْمُ يَشْفِي إِذَا اسْتَشْفَى الْجَهُولُ بِهِ ... وَبِالدَّوَاءِ قَدِيمًا يُحْسَمُ الدَّاءُ[59]

یعنی: جہالت کو جب بھی دور کرنا ہو تو اس کا علاج علم ہی ہے جس سے وہ شفا پائے گا کیوں کہ دوا کے ذریعہ پرانی سے پرانی بیماری کا بھی علاج ہو جاتا ہے

8.ایک شعر یہ بھی کہا گیا ہے:

إِذَا كُنْتَ لَا تَدْرِي وَلَمْ تَكُ بِالَّذِي ... يُسَائِلُ مَنْ يَدْرِي فَكَيْفَ إِذًا تَدْرِي؟[60]

یعنی جب تجھے کچھ سوال کرنا ہے اور جس سے سوال کرنا ہے وہ (معزز و مکرم استاد کرام) بھی موجود ہیں تو پھر تو کیوں سوال نہیں کرتا؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

9.ابن مبارک نے کہا:

حضرت ابن مبارک کے پاس ایک شخص نے سوال کرنے سے حیا کی تو آپ نے یہ شعر فرمایا

(58): جامع بیان العلم وفضلہ، ص:۳۸۰، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(59): جامع بیان العلم وفضلہ، ص:۳۸۱، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(60): جامع بیان العلم وفضلہ، ص:۳۸۱، مطبوعہ: دار ابن الجوزی

إِنْ تَلَبَّسْتَ عَنْ سُؤَالِكَ عَبْدَ اللَّهِ... تَرْجِعُ غَدًا بِخُفَّيْ حُنَيْنِ
فَأَعْنِتِ الشَّيْخَ بِالسُّؤَالِ تَجِدْهُ... سَلِسًا يَلْقَاكَ بِالرَّاحَتَيْنِ
وَإِذَا لَمْ تَصِحْ صِيَاحَ الثَّكَالَى... قُمْتَ عَنْهُ وَأَنْتَ صِفْرُ الْيَدَيْنِ.[61]

یعنی: جب تجھے کوئی سوال ہو تو سوال کرنے کے لئے بہت زیادہ شوق و ذوق کے ساتھ استاد کے پاس آ، وہ تجھے آسانی کے ساتھ سوال کا جواب دے دیں گے اور اگر تو نے سوال نہ کیا اور اسے استاد کے سامنے ظاہر نہ کیا تو تو مفلسی کی حالت میں لوٹے گا۔

10. ایک اعرابی نے کہا:

وَسَلِ الْفَقِيهَ تَكُنْ فَقِيهًا مِثْلَهُ... مَنْ يَتَتَبَّعْ فِي عِلْمٍ بِفِقْهٍ يَمْهَرُ
وَتَدَبَّرِ الَّذِي تَعْنِي بِهِ... لَا خَيْرَ فِي عِلْمٍ بِغَيْرِ تَدَبُّرٍ[62]

یعنی: اگر تو بہت بڑا عالم بننا چاہتا ہے تو عالموں سے اور اپنے محترم اساتذہ سے سوال کر کیوں کہ جو علم میں غور و فکر کرتا ہے تو وہ ماہر بن جاتا ہے تو اے شخص! علم میں خوب غور و فکر کر کیوں کہ بغیر غور و فکر کے علم کا حصول ممکن ہی نہیں

11. ابو عمر نے کہا:

:"بِسُؤَالِ الْعُلَمَاءِ يَأْمُرُ الْقَائِلُ:
عَلَيْكَ بِأَهْلِ الْعِلْمِ فَارْغَبْ إِلَيْهِمْ... يُفِيدُوكَ عِلْمًا كَيْ تَكُونَ عَلِيمًا[63]

یعنی: ایک شاعر نے سوال کرنے کا حکم شعر میں کچھ اس طرح بیان کیا کہ

(61): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۳۸۱، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(62): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۳۸۱، مطبوعہ: دار ابن الجوزی
(63): جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۳۸۷، مطبوعہ: دار ابن الجوزی

تو اہل علم کی طرف رغبت کو اپنے اوپر لازم کرلے اس سے فائدہ یہ گا کہ جب تو سوال کرے گا تو تجھے جواب ملے گا جس کے سبب تو علم والا ہو جائے گا اور جب تیری یہی کیفیت ہمیشہ رہی تو بہت بڑا عالم بن جائے گا۔

سوال کرنے کے چند آداب

اس مختصر رسالے میں اس عنوان کو جگہ دینے کا مقصد یہ ہے کہ کیا سوال کرنے کے کوئی طور و طریقہ بھی ہیں؟ یا پھر جس کا جیسے دل کرے جس انداز میں چاہے سوال کرلے اور ہمارے رسالے کو پڑھ کر ایسا نہ ہو کہ کسی کے جذبات جاگ جائیں اور وہ دامن ہمت تو تھام لے مگر دامن ادب کو پس پشت ڈال دے لہذا ہم نے اپنے اوپر یہ لازم سمجھا کہ بے ادبی کے نقصانات اور سوال کرنے کے آداب کو ذکر کریں تاکہ طلبہ کرام اپنے معزز و مکرم و مشفق اساتذہ کرام کی بے ادبی کرکے ابدی بربادی کے مستحق نہ ہوجائیں

یاد رکھیے! کبھی اپنے استاد محترم کے بے ادبی نہیں کیجیے گا وگرنہ کبھی علم کی روح نہیں پاسکیں گے چناچہ

• باطنی بیماریوں کی تشخیص کے طبیب اعظم ابو حامد امام غزالی الشافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

وبالجملة فكل متعلم لم يتبع مراسم معلمه في طريق التعلم، فأحكم عليه بالإخفاق وقلة النجح (64)

یعنی: خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ متعلم جو علم کے راستہ میں اپنے استاد کے مراسم کی پیروی نہیں کرتا پس اس پر ناکام اور کامیاب نہ ہونے کا حکم لگایا گیا ہے

(64): میزان العمل، ص:۸۹، مطبوعہ: مکتبہ ومطبعہ محمد علی صبیح واولادہ

• اسی طرح امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں

مختصر یہ کہ جو شاگرد استاد کے سامنے اپنی رائے کو ترجیح دیتا ہے اس پر محرومی اور خسارے کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے(65)

ان فرامین سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ **با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب** اس بات کو کئی علما نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے مگر سب کا خلاصہ یہی ہے کہ کبھی بھی بے ادب طالبِ علم کامیاب نہیں ہوا

جب ہم آداب پر غور و فکر کرتے ہیں تو ہم پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آداب دو قسموں پر ہیں ایک وہ جو بزرگوں سے نقل کیے گئے ہیں دوسرا وہ جن کی طرف عقل سلیم ہماری راہ نمائی کرتی ہے لہذا کتابوں کے تتبع اور عقل سلیم کی راہ نمائی سے سوال کرنے کے چند آداب ہمارے سامنے آتے ہیں جن کو ہم یہاں ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں

آیئے اب ہم سوال کرنے کے کچھ آداب ذکر کرتے ہیں

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

1. اجازت طلب کر کے سوال کرے
2. پریشان یا غم کی کیفیت میں اس سے زیادہ سوال نہ کرے
3. راستہ میں سوال نہ کرے جب تک وہ اپنی منزل پر نہ پہنچ جائے(66)

ابو الشامہ المقدسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے

4. جب استاد کو پسند نہ ہو تو سبق سے غیر متعلقہ سوال نہ کرے

---

(65): احیاء العلوم، ج:۱، ص:۱۷۹، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ
(66): بدایۃ الہدایۃ، ص:۱۵۱، مطبوعہ: دار صادر

5. سوال میں ایسے طریقہ سے اصرار نہ کرے جس سے استاد اکتاہ جائے

6. جو بھی مشکل آئے اس حوالہ سے سوال کرنے میں شرم نہ کرے بلکہ مکمل وضاحت طلب کرے(67)

7. سلام کریں

8. سوال کرتے وقت اپنے استاد صاحب یا عالم صاحب کے ساتھ عاجزی اختیار کریں

9. سوال کرنے کے لیے خود عالم صاحب کے پاس حاضر ہوں ان کو اپنے پاس نہ بلائیں

10. اگر سوال کرنے کی راہ میں کوئی مشقت ملے تو اس پر صبر کریں

11. پہلے اجازت لیں پھر سوال کریں

12. سوال بالکل واضح انداز میں کریں یعنی مبہم سوال کرنے سے بچیں

13. سوال پوچھتے وقت اپنا لہجہ نرم رکھیے کیوں کہ سوال کرنے کے وقت آواز میں سختی لانا بے ادبی ہے

14. اہل علم کی قدر کریں

15. سوال پوچھنے میں جلدی نہ کریں بلکہ تحمل مزاجی کا مظاہرہ کریں

16. سوال کے جواب لینے میں جلدی نہ کریں بلکہ عالم صاحب یا استاد صاحب کو سوچنے، سمجھنے اور غور وفکر کرنے کا موقع دیں

17. اچھا سوال کریں، دین کے بارے میں پوچھیں، لغو، بے کار اور سبق سے

---

(67): ابراز المعانی من حرز المعانی، ص: ۷۷۰، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ

غیر متعلق سوال کرنے سے بچیں

18. سوال پوچھ کر درجے میں موجود اپنے کسی بھائی کی عزت نفس مجروح نہ کریں اور نہ ہی اس کا مذاق اڑائیں کہ یہ بے ادبی بھی ہے اور دل آزاری بھی

19. جو مسئلہ ابھی واقع نہیں ہوا ہے اور اس کا سبق سے تعلق بھی نہیں ہے تو اس کے بارے میں سوال نہ پوچھیں، کیونکہ فرضی سوال کرنا اس موقع پر نامناسب فعل ہے لیکن اگر اجازت لے کر سوال کیا جائے تو پھر مضائقہ نہیں

20. امتحانا سوال نہ کریں بلکہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لیے سوال کریں

21. سوال کر کے خود جواب نہ دیں، اکثر دیکھا جاتا ہے کہ علما بیٹھے ہیں جہلا خود بولتے رہتے ہیں اور ستم تو یہ ہے کہ بعض حضرات دینی مسائل میں بے لگام ہو جاتے ہیں

22. سوال جامع اور مختصر کریں ایسا نہیں کہ خواہ مخواہ سوال لمبا کر دیں اور سوال کے نام پر خود بیان شروع کر دیں

23. جس چیز کا علم ہو اس کے متعلق سوال نہ کریں کہ یہ اپنا اور اپنے استاد صاحب کے قیمتی وقت کا ضیاع ہے

24. سوال کرنے یا دین سیکھنے میں شرم نہ کریں کیوں کہ شرع میں شرم نہیں

25. اپنا مسئلہ خود جا کر عالم صاحب سے حل کروائیں ہاں اگر بہت مجبوری ہو تو کسی نیک اور قابل اعتبار شخص کو وکیل بنا دیں کیوں کہ ممکن ہے کہ سوال میں وہ کچھ کمی بیشی کر بیٹھے اور مسئلہ الٹ ہو جائے

26. بغیر مسؤول کی اجازت کے ان کی آواز ریکارڈ نہ کریں اور نہ ہی اسے نشر کریں کیوں کہ یہ اخلاقاً جرم ہے

27. سوال کرتے وقت استاد صاحب یا عالم صاحب کی ذاتی مصروفیات کا خیال رکھیں

28. صرف سوال نہ کریں بلکہ حق بات کو عملی جامہ پہنائیں، اور لوگوں تک بھی حق بات پہنچائیں

29. سوال پوچھنے سے پہلے اور جواب ملنے کے بعد عالم صاحب اور اساتذہ کرام کے لیے دعا کریں

30. جب عالم صاحب کسی سوال کے جواب میں کہہ دے کہ میں نہیں جانتا ہوں تو انہیں کم علم نہ سمجھیں، اور انہیں حقیر نہ جانیں کہ عالم کا عالمِ کل ہونا ضروری نہیں بلکہ آپ اپنا سوال کسی دوسرے عالم صاحب سے پوچھ لیں

31. ہر ایک سے دین کا علم نہ سیکھیں بلکہ دیکھ لیں کہ کون مسؤول بننے کے لائق ہے اور کون نہیں اور مسائل ان علمائے کرام سے پوچھیں جو قرآن وحدیث کی مہارت رکھنے والے ہیں

32. اپنے سوال کا مکمل جواب سماعت کریں اور اگر کہیں کچھ کلام ہو تو ادب سے عرض کریں

33. مسئلہ اس نیت سے پوچھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور اللہ عزوجل نے دین سیکھنے کا جو حکم دیا ہے وہ پورا ہو، دین کا علم نصیب ہو تاکہ اس پر عمل کیا جاسکے۔

34. بکثرت سوال پوچھنے سے احتیاط کریں، جب کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تبھی سوال کریں

35. مسئلہ پوچھنے سے دوسروں کی عیب جوئی مقصود نہیں ہونی چاہیے کہ مسئلہ پوچھ کر دوسروں کے عیب ظاہر کیے جائیں۔

36. مسئلہ اس مقصد کے لیے بھی نہیں پوچھنا چاہیے کہ اس کے ذریعے فتنہ اور انتشار پھیلایا جائے، دوسروں کو نیچا دکھایا جائے یا بدنام کیا جائے، یاامت میں افتراق اور اختلاف ڈالا جائے۔ مسئلہ معلوم کرتے وقت ایسے تمام مذموم مقاصد سے بچنا چاہیے۔

37. اگر کوئی عالم صاحب کم عمر ہو توان کی محض کم عمری کے باعث مسئلہ پوچھنے میں شرم نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس پر تو رشک کرنا چاہیے اور خوشی بھی ہونی چاہیے کہ دین سیکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کسی عالم صاحب سے استفادے کا موقع فراہم کیا ہے

38. مناسب موقع محل دیکھ کر ہی مسئلہ پوچھنا چاہیے، بے موقع مسئلہ پوچھنا مناسب نہیں، اسی طرح کھانے کی دوران یا کسی تفریحی محفل میں باریک مسائل پوچھنا بہتر نہیں کیوں کہ اس سے ہاضمہ بھی متاثر ہوتا ہے، اور تفریح کا وقت ایک بوجھ بن جاتا ہے جس کا اثر صحت پر پڑتا ہے اور مسئلہ کے جواب میں غلطی کا بھی احتمال رہتا ہے

ان آداب کے ذکر سے انحصار مقصود نہیں بلکہ اگر مزید غور کیا جائے تو ہر شخص اپنے ماحول اور مجلس کے اعتبار سے آداب وضع کر سکتا ہے۔ اس باب سے یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ سوال کرنے کے بھی کچھ قوانین اور آداب ہیں جن کا لحاظ ہر طالبِ علم

پر لازم ہے اور طالبِ علم کو اس سے راہ فرار نہیں لہذا آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے خوب سوالات کیجیے اور اپنے اساتذہ کرام اور علم دین کی برکتیں لوٹیے۔

واللہ اعلم بالصواب

صحابہ کرام کے سوالات

انسانی فطرت ہے کہ وہ اپنے ہم جنس کے افعال پر عمل کرنے کے لیے طبیعتاً جلدی مائل ہوجاتا ہے اور اگر وہ افعال ہوں بھی ان کے مقتدا و پیشوا کے تو قلبی میلان مزید تقویت پا جاتا ہے۔ اسی انسانی فطرت کے پیش نظر اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ سوال کرنے کے واقعات کو ذکر کیا جائے تاکہ ہمارے معزز طلبہ کرام زیادہ سے زیادہ سوالات کرنے کی جانب راغب ہوں۔ ہم نے واقعات کو ذکر کرنے کے لیے ان ہستیوں کا انتخاب کیا ہے جن کی شان "مَثَلُ أَصْحَابِي مَثَلُ النُّجُومِ، يُهْتَدَى بِهِ، فَأَيُّهُمْ أَخَذْتُمْ بِقَوْلِهِ اهْتَدَيْتُمْ"(68) ہے اور ہمارا عقیدہ بھی ہے کہ

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اور موجودہ حالات میں تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کرنا اشد ضروری ہے

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے واقعات دو طرح کے ہیں

(۱): وہ واقعات جو قرآن پاک میں مذکور ہیں

(۲): وہ واقعات جو قرآن پاک کے علاوہ دیگر کتابوں میں موجود ہیں

ہم نے اپنے رسالے میں پہلی قسم کے واقعات کو ذکر کر کے اس رسالے کو مجمع برکات بنایا ہے

---

(68): المنتخب من مسند عبد بن حمید، ص: ۲۵۱، مطبوعہ: مکتبہ النہضۃ العربیہ

قارئین کرام! جب ہم قرآن مجید کی ان آیات کا مطالعہ کرتے ہیں جن میں لوگوں کی طرف سے کیے گئے سوالات کے جوابات مذکور ہیں تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے ان میں سے ۱۳ سوالات وہ ہیں جو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور جان عالم ﷺ سے کیے ہیں[69]

اب ہم وہ ۱۳ آیات مبارکہ اور ان کے شان نزول ذکر کرتے ہیں

1 . وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ[70]

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں

شان نزول: صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنۡهُم کی ایک جماعت نے جذبہ عشق الٰہی

---

(69): بعض علماء کرام نے ان سوالات کی تعداد ۱۲، ۱۴ اور ۱۷ بھی بیان کی ہے مگر یہ اقوال درست نہیں کیوں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں:

"مَا رَأَيْتُ قَوْمًا كَانُوا خَيْرًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا سَأَلُوهُ إِلَّا عَنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ مَسْأَلَةً حَتَّى قُبِضَ، كُلُّهُنَّ فِي الْقُرْآنِ (مسند الدارمی، ص: ۳۱، مطبوعہ: دار ابن حزم)

یعنی: میں نے کسی قوم کو حضور ﷺ کے اصحاب سے بہتر نہیں دیکھا کہ انہوں نے حضور ﷺ کی وفات ظاہری تک ۱۳ سوالات کیے اور وہ تمام کے تمام قرآن مجید میں موجود ہیں۔

جنہوں نے دیگر قول اختیار کیے ہیں تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے یہودیوں کے حضور ﷺ سے کیے جانے والے سوالات جو قرآن کریم میں مذکور ہیں ان کو بھی شمار کر لیا اور غالباً بعض نے فقط یہ دیکھا کہ لفظِ یَسۡـَٔلُوۡنَكَ کس آیت میں ہے تو پس انہوں ان آیات کو شمار کر لیا جس کی وجہ سے بعض یہودیوں کے سوال بھی شامل ہو گئے اور بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سوالات رہ گئے **ھذا ما ظھر لی** عین ممکن ہے کہ کوئی اور وجہ و حکمت ہو **واللہ تعالی اعلم**

(70): پارہ نمبر: ۲، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر: ۱۸۶

میں سید عالم ﷺ سے دریافت کیا کہ ہمارا رب عَزَّوَجَلَّ کہاں ہے؟ اس پر بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے[71]

2. يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَـٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ[72]

ترجمہ کنزالایمان: تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں تم فرما دو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھیت (مکان کے پیچھے کی دیوار) توڑ کر آؤ ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ

شانِ نزول: یہ آیت حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ایک دوسرے صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے جواب میں نازل ہوئی، ان دونوں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے چاند کے گھٹنے بڑھنے کے متعلق سوال کیا، اس کے جواب میں چاند کے گھٹنے بڑھنے کے سبب کی بجائے اس کے فوائد بیان فرمائے کہ وہ وقت کی علامتیں ہیں[73]

3. يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ[74]

ترجمہ کنزالایمان: تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں

---

(71): تفسیر خازن، ج:۱، ص:۲۰۹، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ
(72): پارہ نمبر:۲، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:۱۸۹
(73): تفسیر خازن، ج:۱، ص:۲۱۸، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ
(74): پارہ نمبر:۲، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:۲۱۵

خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے

شان نزول: یہ آیت حضرت عمرو بن جموح رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے جواب میں نازل ہوئی جو بوڑھے شخص تھے اور بڑے مالدار تھے، انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سوال کیا تھا کہ کیا خرچ کریں اور کس پر خرچ کریں ؟ اس آیت میں انہیں بتادیا گیا (75)

4. يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِندَ اللهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰٓئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (76)

ترجمہ کنزالایمان: تم سے پوچھتے ہیں ماہِ حرام میں لڑنے کا حکم تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے بسنے والوں کو نکال دینا اللہ کے نزدیک یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں اور ان کا فساد قتل سے سخت تر ہے اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر بن پڑے اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا

---

(75): تفسیر خازن، ج:۱، ص:۲۶۵، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ
(76): پارہ نمبر:۲، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:۲۱۷

شانِ نزول: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عبداللہ بن جحش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سرکردگی میں مجاہدین کی ایک جماعت روانہ فرمائی تھی جس نے مشرکین سے جہاد کیا۔ان کا خیال تھا کہ لڑائی کا دن جمادی الاخریٰ کا آخری دن ہے مگر حقیقت میں چاند 29 تاریخ کو ہوگیا تھا اور رجب کی پہلی تاریخ شروع ہوگئی تھی۔اس پر کفار نے مسلمانوں کو شرم دلائی کہ تم نے ماہ حرام میں جنگ کی۔حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اس کے متعلق سوال ہونے لگے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی[77]

5. یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِؕ-قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ٘-وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا[78]

ترجمہ کنزالایمان: تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے

شانِ نزول: اللہ تعالی نے خمر (شراب) کے متعلق تین آیتیں نازل کی ہیں، ایک یہ آیت ہے (شراب پینے سے وقتی جوش اور ہیجان پیدا ہوتا ہے اور جوئے کے ذریعے آسانی سے جیتی ہوئی رقم حاصل ہوجاتی ہے اور زمانہ جاہلیت میں یہ رقم غرباء پر خیرات کردی جاتی تھی، ان فوائد کی بناء لوگوں نے آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اگرچہ ان میں کچھ فائدہ ہے لیکن ان کا نقصان زیادہ ہے) تب لوگوں نے شراب پینے کے معمول کو جاری رکھا حتی کہ دو آدمیوں نے شراب پی کہ نماز پڑھی اور نماز میں بدکلامی کی، تب یہ آیت

---

(77) : تفسیر طبری ، ج :۳ ، ص:۶۵۶،۶۵۵ ، مطبوعہ:مرکز البحوث والدراسات العربیہ والاسلامیہ
(78): پارہ نمبر:۲،سورۃ البقرۃ،آیت نمبر:۲۱۹

نازل ہوئی[79]

6. وَيَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ[80]

ترجمہ کنزالایمان: اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو فاضل بچے اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے

شانِ نزول: سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں کو صدقہ دینے کی رغبت دلائی تو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے عرض کی: صدقہ کی مقدار ارشاد فرمادیں کہ کتنا مال راہِ خدا میں دیا جائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی[81]

7. وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَاِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ[82]

ترجمہ کنزالایمان: اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر اپنا ان کا خرچ ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈالتا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے

شانِ نزول: جب یہ آیت :(اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا)النساء :۱۰ (نازل ہوئی کہ یتیموں کا مال کھانے والا اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرنے والا ہے) تو لوگوں نے یتیموں کے

---

(79): تفسیر طبری، ج:۳، ص:۶۸۱، مطبوعہ: مرکز البحوث والدراسات العربیہ والاسلامیہ
(80): پارہ نمبر:۲، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:۲۱۹
(81): تفسیر خازن، ج:۱، ص:۲۷۰، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ
(82): پارہ نمبر:۲، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:۲۲۰

مال جدا کر دیئے اور ان کا کھانا پینا علیحدہ کر دیا اس میں یہ صورتیں بھی پیش آئیں کہ جو کھانا یتیم کے لیے پکایا جاتا اس میں سے کچھ بچ جاتا اور خراب ہو جاتا اور کسی کے کام نہ آتا، اس میں یتیموں کا نقصان ہونے لگا۔ یہ صورتیں دیکھ کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضور سید المرسلین ﷺ سے عرض کی کہ اگر یتیم کے مال کی حفاظت کی نیت سے اس کا کھانا اس کے سرپرست اپنے کھانے کے ساتھ ملالیں تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یتیموں کے فائدے کے لیے ملانے کی اجازت دی گئی[83]

8. وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ[84]

ترجمہ کنزالایمان: اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو

شان نزول: عرب کے لوگ یہودیوں اور مجوسیوں کی طرح حیض والی عورتوں سے بہت نفرت کرتے تھے، ان کے ساتھ کھانا پینا، ایک مکان میں رہنا انہیں گوارا نہ تھا بلکہ یہ شدت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ان کی طرف دیکھنا اور ان سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے جبکہ عیسائیوں کا طرزِ عمل اس کے بالکل برعکس تھا یعنی وہ

(83): ابوداود، کتاب الوصایا، باب مخالطۃ الیتیم فی الطعام، ج: ۴، ص: ۴۹۳، مطبوعہ: دارالرسالۃ العالمیۃ
(84): پارہ نمبر: ۲، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر: ۲۲۲

ان دنوں میں عورتوں سے ملاپ میں بہت زیادہ مبالغہ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے حضورپرنور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے حیض کا حکم دریافت کیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی[85]

9. وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدٰنِ وَأَن تَقُومُوا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللهَ كَانَ بِهِ عَلِيماً[86]

ترجمہ کنزالایمان: اور تم سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ تمہیں ان کا فتویٰ دیتا ہے اور وہ جو تم پر قرآن میں پڑھا جاتا ہے اُن یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو ان کا مقرر ہے اور انہیں نکاح میں بھی لانے سے منہ پھیرتے ہو اور کمزور بچوں کے بارے میں اور یہ کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو اور تم جو بھلائی کرو تو اللہ کو اس کی خبر ہے

شان نزول: زمانۂ جاہلیّت میں عرب کے لوگ عورت اور چھوٹے بچوں کو میت کے مال کا وارث قرار نہیں دیتے تھے۔ جب آیتِ میراث نازل ہوئی تو انہوں نے عرض کیا، یا رسولَ الله! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، کیا عورت اور چھوٹے بچے وارث ہوں گے؟ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُن کو اِس آیت سے جواب دیا۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے فرمایا کہ یتیموں کے اولیاء کا دستور یہ تھا کہ اگر یتیم لڑکی صاحبِ مال و جمال ہوتی تو اس سے تھوڑے مہر پر نکاح کر لیتے اور اگر حسن و مال نہ رکھتی تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر حسنِ صورت نہ رکھتی اور ہوتی مالدار تو اس

(85): تفسیر قرطبیؒ، ج:۳، ص:۸۱، مطبوعہ: دارالکتب المصریۃ
(86): پارہ نمبر:۵، سورۃ النساء، آیت نمبر:۱۲۷

سے نکاح نہ کرتے اور اس اندیشہ سے دوسرے کے نکاح میں بھی نہ دیتے کہ وہ مال میں حصہ دار ہوجائے گا اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرما کر انہیں ان عادتوں سے منع فرمایا(87)

10. يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِى الْكَلٰلَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ(88)

ترجمہ کنزالایمان: اے محبوب تم سے فتوٰی پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتوٰی دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر اللہ تمہارے لیے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے

شانِ نزول: اس آیت کے شانِ نزول کے متعلق بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیمار تھے تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے، حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بے ہوش تھے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وضو فرما کر اس کا پانی اُن پر ڈالا

(87): تفسیر خازن، ج: ۲، ص: ۱۷۰، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ
(88): پارہ نمبر: ٦، سورۃ النساء، آیت نمبر: ۱۷٦

تو انہیں اِفاقہ ہوا(آنکھ کھول کر دیکھا تو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف فرما تھے)۔ عرض کیا، یارسولَ اللہ!صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، میں اپنے مال کا کیا انتظام کروں ؟ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔(89)

11. يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ(90)

ترجمہ کنزالایمان: اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ اُن کے لیے کیا حلال ہوا تم فرمادو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور تم نے سدھا لیے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں سے اُنہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لیے رہنے دیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی

شان نزول: یہ آیت حضرت عدی بن حاتم اور حضرت زید بن مہلہل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے حق میں نازل ہوئی جن کا نام سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ''زَیْدُ الْخَیْرُ''رکھا تھا۔ ان دونوں صاحبوں نے عرض کی:یا رسولَ اللہ !صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہم لوگ کتے اور باز کے ذریعے سے شکار کرتے ہیں تو کیا ہمارے لئے حلال ہے؟اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی(91)

12. يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنفَالِ قُلِ الْأَنفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِن

(89): صحیح مسلم، کتاب الفرائض، باب میراث الکلالۃ، ج:۵، ص:۶۰، مطبوعہ: دار الطباعۃ العامرۃ
(90): پارہ نمبر:۶، سورۃ المائدہ، آیت نمبر:۴
(91): تفسیر بغوی، ج:۳، ص:۱۵، مطبوعہ: دار طیبہ

كُنتُم مُّؤْمِنِينَ(92)

ترجمہ کنز الایمان: اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ و رسول ہیں تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل (صلح صفائی) رکھو اور اللہ و رسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو

شانِ نزول: اس آیت کے شانِ نزول سے متعلق مختلف روایات ہیں، ان میں سے دو روایات یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

(1)... حضرت ابو امامہ باہلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، میں نے حضرت عبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے آیتِ انفال کے نزول کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ "یہ آیت ہم اہلِ بدر کے حق میں نازل ہوئی جب غنیمت کے معاملہ میں ہمارے درمیان اختلاف پیدا ہوا اور بدمزگی کی نوبت آ گئی تو اللہ تعالیٰ نے معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکال کر اپنے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سپرد کر دیا اور آپ نے وہ مال مسلمانوں میں برابر تقسیم کر دیا۔(93)

(2)... حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے غزوۂ بدر کے دن ارشاد فرمایا: "جو تم میں سے یہ کام کر دکھائے اسے مالِ غنیمت میں سے یہ انعام ملے گا۔ چنانچہ نوجوان آگے بڑھ گئے اور عمر رسیدہ حضرات جھنڈوں کے پاس کھڑے رہے اور وہاں سے نہ ہٹے۔ جب اللہ تعالیٰ نے کافروں پر فتح عطا فرمائی تو بوڑھوں نے فرمایا: "ہم تمہارے

(92): پارہ نمبر: ۹ سورۃ الانفال، آیت نمبر: ۱
(93): مسند امام احمد بن حنبل، ج: ۷، ۳، ص: ۴۱۵، مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالۃ

پشت پناہ تھے، اگر تمہیں شکست ہو جاتی تو تم ہماری طرف آتے لہٰذا یہ نہیں کہ غنیمت تم لے جاؤ اور ہم خالی ہاتھ رہ جائیں۔ جوانوں نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمارا یہ حق مقرر فرمایا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (94)

13. وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا(95)

ترجمہ کنزالایمان: اور تم سے پہاڑوں کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا

شان نزول: { اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے فرمایا کہ قبیلہ ثقیف کے ایک آدمی نے رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن پہاڑوں کا کیا حال ہوگا؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب !صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ سے پہاڑوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ ان سے فرما دیں کہ انہیں میرا رب عَزَّوَجَلَّ ریت کے ذروں کی طرح ریزہ ریزہ کر دے گا پھر انہیں ہواؤں کے ذریعے اڑا دے گا اور پہاڑوں کے مقامات کی زمین کو ہموار چٹیل میدان بنا چھوڑے گا اور زمین اس طرح ہموار کر دی جائے گی کہ تو اس میں کوئی پستی اور اونچائی نہ دیکھے گا(96)

---

(94): سنن ابو داؤد، ج:۴، ص:۳۶۹، مطبوعہ: دار الرسالۃ العالمیۃ
(95): پارہ نمبر:۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت نمبر:۱۰۵
(96): تفسیر خازن، ج:۴، ص:۲۶۸، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ

خاتمہ

محترم قارئین کرام!

آخر میں بس عرض ذرا سی ہے کہ ہر طالب علم کہلانے والا یہ دیکھے کہ اس کا مطلوب کس طرح حاصل ہوگا بالخصوص دینی طالب علم اگر کوئی بات نہ سمجھ سکے تو بلا خوف و خطر سوال کی چابی سے علم کے خزانہ حاصل کرے جو کہ اس کا مطلوب ہے کیونکہ دینی طالب علم کا مقصود تو علم سے معرفت خداوندی عزوجل اور قرآن وحدیث کا فہم ہوتا ہے اور اگر یہ بھی سوال نہ کرے، بات مکمل نہ سمجھے تو امت کی رہنمائی درست طریقہ سے کیسے کر سکے گا۔

طالب علم فقط سوال اس نیت سے کرے کہ میرا مقصود قرآن وحدیث کا فہم مجھے مکمل درست طریقہ سے حاصل ہو جائے

اسی مقصد کے تحت چند مختلف طریقوں سے سوال کرنے کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے

اللہ جانتا ہے نیت کدھر کی ہے

اللہ پاک ہمیں قرآن و حدیث کا فہم عطا فرما کر اس کی بیان کردہ تعلیمات پر مرتے دم تک عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے

آمین

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

ھذا ما عندی والعلم عند اللہ

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

بے حساب مغفرت کی دعا کا طالب

بندہ مسکین ابو محمد

عبد العزیز عطاری عفی عنہ

۲۸ جمادی الاولی ۱۴۴۳

02-01-2022